فیوضِ ربّانی

ملفوظات عارف باللہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت خانقاہ امدادیہ اشرفیہ ۔ اشرف المدارس
گلشن اقبال ۔ بلاک نمبر ۲ پوسٹ بکس نمبر ۱۱۱۸۲ ، کراچی ۴۷
فون ــــ ۴۶۱۹۵۸

فہرست

عنوان	صفحہ

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عرض مرتب

مرشدی و مولائی عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے ملفوظات جو سفر حرمین شریفین رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ کے دوران جمع کئے گئے فیوض ربانی کے نام سے شایع کئے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شرف قبول عطا فرمائیں اور قیامت تک کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔

احقر سید عشرت جمیل میر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

یکے از خدام

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال ۲ کراچی

۱۹ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۷ مئی ۱۹۹۷ء

فیوض ربانی

۳۰ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ مطابق ۹ جنوری ۱۹۹۰ء بروز جمعرات جدہ صبح ۱۱ بجے

(۱) ذکر پر خشیت کی تقدیم کا راز

ارشاد فرمایا کہ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ وَسَاوِسَ قَلْبِیْ خَشْیَتَکَ وَ ذِکْرَکَ میں خشیت کو پہلے کیوں بیان فرمایا؟ تاکہ خشیت غالب رہے کیونکہ محبت جب خوف پر غالب ہوجاتی ہے تو بدعت ہوجاتی ہے۔ خشیت محبت کو حدود شریعت کا پابند رکھتی ہے۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ وَ اَمَّا مَنْ جَآءَکَ یَسْعٰی میں صحابی کا دوڑ کر آنا بوجہ محبت کے تھا وَ ھُوَ یَخْشٰی اور وہ ڈر بھی رہے تھے۔ یہ حال ہے اور حال ذوالحال کے لئے قید ہوتا ہے یعنی ان کی محبت خشیت کی پابند تھی۔ معلوم ہوا کہ جب محبت خشیت کی حدود کو توڑتی ہے تو بدعت ہوجاتی ہے۔

اور خشیت کا تضاد تو محبت تھی لیکن حدیث پاک میں محبت کے بجائے ذکر کیوں فرمایا؟ اس لئے کہ ذکر سبب محبت اور حاصل محبت ہے۔ جو ذکر کرے گا اس سے معلوم ہوگا کہ اس کو محبت حاصل ہے ورنہ جو محبت محبت تو کررہا ہے لیکن اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ محبت میں صادق نہیں۔ لہذا یہاں ذکر کی قید سے منافقین نکل گئے۔ جو صادق فی المحبت نہیں وہ ذاکر نہیں ہوسکتا۔

(۲) حکم استغفار کے عاشقانہ رموز

ارشاد فرمایا کہ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔ ایک تو یہ کہ ہم سے

گناہ سرزد ہوں گے جب ہی تو معافی مانگنے کا حکم دے رہے ہیں اور دوسرے یہ کہ اگر معاف نہ کرنا ہوتا تو معافی کا حکم نہ دیتے۔ جس طرح شفیق باپ جب بیٹے سے کہتا ہے کہ معافی مانگ تو اس کا معاف کرنے کا ارادہ ہوتا ہے پس اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ مجھ سے معافی مانگو یہ دلیل ہے کہ وہ ہم کو معاف کرنا چاہتے ہیں لہٰذا معافی مانگنے میں دیر نہ کرو۔

مکہ مکرمہ بعد عشا ۹ بجے

(۳) اللہ کے نام کی عظمت اور اشک محبت کی قیمت

ارشاد فرمایا کہ میرا ذوق یہ ہے کہ جس نے ایک بار بھی اخلاص سے اللہ کا نام لے لیا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں نہیں ڈالیں گے۔ ان کا نام بہت بڑا نام ہے جس کے منہ سے ایک بار بھی محبت سے ان کا نام نکل گیا اللہ کی رحمت غیر محدود سے بعید ہے کہ اس کو جہنم میں ڈال دے اور جس کا ایک آنسو اللہ کے لئے نکل گیا وہ کبھی مردود نہیں ہوسکتا۔ اس کا سوء خاتمہ نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ آنسو محفوظ ہوجاتا ہے اگر کبھی نفس سے مغلوب ہو کر وہ اللہ سے بھاگ بھی جائے تو اللہ کے علم میں وہ آنسو محفوظ ہوتا ہے۔ اس کو بہانہ بنا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کو تلاش کرلیتی ہے کہ یہ کبھی ہمارے لئے رویا تھا، اس کو ہم کیسے ضایع کردیں۔

یہ ملفوظ بیان فرما کر حضرت والا نے نہایت درد اور رقت آمیز آواز میں فرمایا کہ یہ معمولی باتیں نہیں ہیں، میرے بزرگوں کی جوتیوں کا صدقہ ہے جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ یہ علوم عطا فرماتے ہیں۔

یکم رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۰ جنوری ۱۹۹۱ء بروز جمعہ اندرون حرم مکہ مکرمہ بعد فجر

(۴) اسلام کی حقانیت کی ایک عجیب دلیل

ارشاد فرمایا کہ ایک دعا ایسی ہے جو سوائے حج و عمرہ کے کسی عبادت میں تعلیم نہیں کی گئی نہ نماز میں نہ روزہ میں نہ زکوٰۃ میں حتیٰ کہ جہاد میں بھی نہیں بتائی گئی سوائے حج و عمرہ کے کہ اے اللہ اس کو آسان فرما اور قبول فرما۔ حالانکہ اس وقت ابتداء اسلام میں حج کچھ مشکل نہیں تھا کیونکہ چند لوگ تھے لیکن اللہ کے علم میں تھا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ یہاں ہجوم ہوگا اور اس وقت مشکل پیدا ہوگی لہذا چودہ سو برس پہلے جب کہ مشکلات کے اسباب نہ تھے یہ دعا سکھائی گئی کہ اے اللہ میرے حج و عمرہ کو آسان فرما۔ یہ اسلام کے سچا دین ہونے کی دلیل ہے۔

◆◆◆◆◆
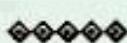
۲ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۱ جنوری ۱۹۹۱ء مکہ مکرمہ ۱۱ بجے صبح بروز ہفتہ

(۵) حرمین شریفین میں حفاظت نظر کے متعلق علم عظیم

ارشاد فرمایا کہ نامحرموں پر نظر کرنا سارے عالم میں حرام ہے لیکن عالم حرمین شریفین میں اس کی حرمت اشد ہے۔ وجہ کیا ہے؟ کہ یہاں آنے والے اور آنے والیاں اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اور ہر میزبان اپنے مہمانوں کی ذلت کو اپنی ذلت سمجھتا ہے جیسے حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا اس قوم سے جو فرشتوں کو حسین لڑکے سمجھ کر ان کی طرف بُرا ارادہ کررہی تھی اور اس وقت

تک حضرت لوط علیہ السلام کو بھی علم نہیں تھا کہ یہ فرشتے ہیں لہٰذا انہوں نے فرمایا قَالَ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِىْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ اے نالائقو! یہ میرے مہمان ہیں مجھے رسوا نہ کرو۔ معلوم ہوا کہ مہمان کو ذلیل کرنا میزبان کو رُسوا کرنا ہے۔ لہٰذا یہاں بدنظری کرنا، ان کے لئے دل میں بُرے خیال لانا اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کو رُسوا کرنا ہے کیونکہ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت اور سینوں کے راز سے باخبر ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ نالائق میرے مہمانوں کو بُری نظر سے دیکھ رہا ہے اور ان کے متعلق بُرے بُرے خیالات پکا رہا ہے لہٰذا جو یہاں بدنظری کرے گا اللہ تعالیٰ کے حقوق عظمت میں مجرم ہوجائے گا۔ اور مدینہ شریف میں بدنگاہی کی تو عظمت الوہیت میں کوتاہی کا بھی مجرم ہوا اور عظمت رسالت کے حقوق میں بھی مجرم ہوا کیونکہ حرم مکہ میں وہ اللہ کے مہمان ہیں اور مدینہ منورہ میں وہ اللہ کے بھی مہمان ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی مہمان ہیں۔ یہاں چند دن تقویٰ سے گذارنے سے کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے ملکوں میں بھی ہمیشہ کے لئے حفاظت نظر کی توفیق دے دیں کہ یہ شخص اتنا عادی تھا لیکن ہمارے حرم کا احترام کیا اور یہاں اپنے نفس پر مشقت کو برداشت کیا چلو اس کی برکت سے عجم میں بھی اس کو تقویٰ دے دو لہٰذا کیا عجب کہ تقویٰ فی الحرم تقویٰ فی العجم کا ذریعہ ہو جائے۔

اس آیت سے یہ استدلال کہ مہمان کی ذلت کو میزبان اپنی ذلت سمجھتا ہے زندگی میں پہلی بار اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے اس بلد امین میں عطا فرمایا۔

وہ خمر کہن تو قوی تر ہے لیکن

نئے جام و مینا عطا ہو رہے ہیں

اللہ تعالیٰ کے دین کی۔ اللہ کی محبت کی شراب تو وہی چودہ سو سال پُرانی ہے لیکن اس زمانہ کے مزاج کے لحاظ سے تعبیرات و عنوانات کے اللہ تعالیٰ نئے جام و مینا عطا کرتا ہے ۔ پس اللہ قبول فرمالے تو یہی ایک مضمون میری مغفرت کے لئے کافی ہوسکتا ہے دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمالے ۔

(۶) حُسن کبھی برائے عذاب ہوتا ہے

اسی گفتگو کے دوران ارشاد فرمایا کہ قوم لوط کو عذاب دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ان تین فرشتوں کو حسین لڑکوں کی شکل میں بھیجا تھا اس سے معلوم ہوا کہ حسن کبھی امتحان کے لئے اور عذاب کے لئے بھی آتا ہے لہذا حسینوں کو دیکھ کر ہوشیار ہوجایئے کہ کہیں ہمارے امتحان کے لئے یا عذاب کے لئے نہ بھیجا گیا ہو۔

اور دل میں یہ خیال آتا تھا کہ قوم لوط کو عذاب دینے کے لئے تین فرشتوں میں حضرت عزرائیل علیہ السلام کو کیوں نہیں بھیجا گیا لیکن جواب نہیں آتا تھا ۔ آج اچانک یہ دل میں جواب عطا ہوا کہ اس قوم کو زندگی ہی میں عذاب دینا تھا اس وقت ان کو موت نہیں دینی تھی اس لئے عزرائیل علیہ السلام کو نہیں بھیجا گیا۔

(۷) حرمین شریفین میں حفاظت نظر کیلئے نہایت مؤثر مراقبہ

ارشاد فرمایا کہ ان دونوں حرم میں نگاہ کی حفاظت کے لئے ایک اور مراقبہ بتاتا ہوں کہ اگر یہاں اچانک کوئی نامحرم لڑکی نظر آجائے تو نظر ہٹا کر فوراً دل میں کہو کہ اے اللہ یہ میری ماں سے زیادہ محترم ہے کیونکہ آپ کی مہمان ہے۔ اور اگر کسی حسین لڑکے پر نظر پڑجائے تو بھی دل میں اللہ تعالیٰ سے کہیے کہ اے اللہ یہ میرے باپ سے زیادہ محترم ہے کیونکہ آپ کا مہمان ہے اور مدینہ منورہ میں کسی لڑکی کو یہ سوچ کر مت دیکھو کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان ہے اس لئے میری ماں سے زیادہ محترم ہے اور کوئی امرد (لڑکا) سامنے آجائے تو سوچو کہ یہ میرے باپ سے زیادہ محترم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہے۔ اس مراقبہ سے عظمت الوہیت اور عظمت رسالت کی وجہ سے نظر بچانا آسان ہوجائے گا اور نفس کو بھی شرم آئے گی۔ کون ایسا بے غیرت ہوگا جو اپنے ماں باپ کے لئے دل میں بُرا خیال لائے۔ لوگوں نے بتایا اس مراقبہ سے عظیم نفع ہوا اور حرمین شریفین میں نظر بچانا آسان ہوگیا۔

(۸) دعا کا ایک نرالا مضمون

آج بعد ظہر ایک نوجوان حضرت والا کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور بیعت فرما کر حضرت نے یوں دعا فرمائی کہ اے اللہ اس بلد الامین کی برکت سے ہمیں امین العین اور امین القلب بنادے۔

٭

(۹) عافیت کے معنی

ارشاد فرمایا کہ عافیت کے معنی ہیں کہ زندگی اللہ کی مرضی پر مستقیم رہے

(۲۰ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ بروز اتوار ۱۲ بجے مکہ مکرمہ. جنوبی افریقہ کے دارالعلوم آزادول کے شیخ الحدیث مولانا فضل الرحمن صاحب جو حضرت والا کے مجاز بھی ہیں اور دیگر علماء بھی موجود تھے۔)

(۱۰) تزکیہ کا سبب حقیقی فضل ورحمت ومشیت الٰہیہ ہے

ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ کو منظور نہ ہو تو شیخ بھی کسی کے اصلاح و تزکیہ میں مفید نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کی حفاظت کی۔ صحابہ سے فرمارہے ہیں کہ میرا نبی دنیا میں ہدایت کا سب سے بڑا مظہر ہے، مظہر اتم ہے لیکن مظہر ظہور پر تو قادر ہے اظہار پر قادر نہیں ہے۔ ہدایت کی تجلی کو ہمارا نبی بھی تم پر اظہار نہیں کرسکتا، ظہور کرسکتا ہے میری مشیت سے۔ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اَبَدًا اگر اللہ کا رحمت و فضل نہ ہوتو قیامت تک تم میں سے کوئی پاک نہیں ہوسکتا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ لیکن جب میری مشیت شامل ہوتی ہے تو ان مظاہر ہدایت کے ظہور میں اظہار کا حکم لگادیتا ہوں کہ اب ظاہر کردو، تو میری مشیت سے بندوں کا تزکیہ ہوتا ہے۔ مظہر ظہور کی جگہ ہے مگر وہ تابع ہے اس مُظہر کے، مشیت الٰہیہ کے۔ لہٰذا صحبت شیخ کے ساتھ یہ بھی دعا کرنا چاہئے کہ اے اللہ ہمارا اختیار یہاں تک تھا کہ اپنے کو شیخ کی خدمت میں حاضر کردیا اب آپ اپنا وہ فضل وہ رحمت وہ مشیت جو اس

آیت میں مذکور ہے شامل حال کردیجئے تاکہ ہمارا تزکیہ ہوجائے کیونکہ تزکیہ کا اصل سبب آپ کا فضل و رحمت و مشیت ہے لہٰذا ہم اس کی آپ سے فریاد کرتے ہیں۔

کیا ہے رابطہ آہ و فغاں سے
زمیں کو کام ہے کچھ آسماں سے

(۱۱) مقام نبوت و مقام صدیقیت کا فرق

ارشاد فرمایا کہ مِنَ النَّبِيِّينَ کے بعد صِدِّيقِينَ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ولایت کا اعلیٰ ترین مقام صدیقیت ہے۔ جہاں صدیقیت کی سرحد ختم ہوتی ہے اس کے فوراً متصل نبوت کی سرحد شروع نہیں ہوتی بلکہ کافی فاصلہ چھوڑ کر پھر نبوت کی ابتداء ہوتی ہے۔ یہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ کا مکاشفہ ہے۔ جیسے ہندوستان کی سرحد جہاں ختم ہوتی ہے درمیان میں کچھ زمین ایسی ہے جو نہ ہندوستان کی ہے نہ پاکستان کی۔ کچھ فاصلہ کے بعد پاکستان کی سرحد شروع ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور اولیاء کی سرحدوں میں فاصلہ کردیا کہ نہ آگے ولی جاسکتا ہے نہ پیچھے نبی آسکتا ہے اور عظمت نبوت کا بھی تقاضا تھا کہ جہاں سے ولایت کی سرحد ختم ہو نبوت کی سرحد اس سے بالکل ملی ہوئی نہ ہو۔ نبوت کا مقام بہت بلند ہے۔

(۱۲) حصول مقام صدیقیت کے لئے دعا

ارشاد فرمایا کہ باب نبوت اب بند ہوچکا ہے لہٰذا اس کا مانگنا حرام بلکہ

کفر ہے لیکن ولایت صدیقیت کے تمام دروازے کھلے ہوئے ہیں لہذا ہم سب یہاں کعبہ میں یہ دعا مانگ لیں کہ اے خدا اولیاء صدیقین کی جو منتہا ہے جس کے دروازے آپ نے کھولے ہوئے ہیں ہمیں وہاں تک پہنچا دیجئے کیونکہ ولایت صدیقیت کی آخری سرحد سے ایک اعشاریہ بھی پیچھے رہ کر اگر ہم مرے تو حسرت ہوگی کہ کاش وہ پالا بھی ہم چھو لیتے ۔ اپنے مہمانوں کو آپ مایوس نہ کیجئے کہ کریم میزبان ہمیشہ اپنے مہمانوں کی ہر فرمائش پوری کر دیتا ہے پس ہماری درخواستوں کو آپ شرف قبولیت سے نواز دیجئے کہ ہم گدائے حرم بن کر آئے ہیں اور آپ شاہ حرم ہیں سلطان حرم ہیں ۔

(۱۳) قلب عارف کی مثال سونے کی ترازو سے

ارشاد فرمایا کہ ایک لکڑی تولنے کی ترازو ہوتی ہے اور ایک سونا تولنے کی ترازو ہوتی ہے ۔ لکڑی کی ترازو میں پاؤ ڈیڑھ پاؤ رکھ دو تو پتہ ہی نہیں چلتا ۔ اس ترازو کا کانٹا نہیں ہلتا اور سونے کی ترازو سانس کی ہوا سے بھی ہل جاتی ہے اللہ تعالیٰ ہمارا قلب ایسا بنادے کہ اگر ایک ذرہ بھی حرام خوشی آجائے تو ہمارا دل کانپ اٹھے ۔ دل کی ترازو ہل جائے کیونکہ ایک اعشاریہ ایک ذرہ حرام لذت کو دل میں لانا اللہ سے دور ہوجانا ہے ۔ لکڑی کی ترازو کی طرح ہمارا دل اللہ بے حس نہ ہونے دے کہ گناہ کی حرام لذتوں کو درآمد کر رہے ہیں اور دل پر کچھ اثر ہی نہیں ہو رہا ۔

(۱۴) حدیث وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ ...الخ کی جامع شرح

ارشاد فرمایا کہ یہ اللہ والی محبت اتنی بڑی نعمت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ جو لوگ میری وجہ سے آپس میں محبت کرتے ہیں میری محبت ان کے لئے واجب ہوجاتی ہے یعنی احساناً اپنے ذمہ واجب کرلیتا ہوں۔ میں ان سے محبت کرنے لگتا ہوں جس کی برکت سے وہ مجھ سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ مگر صرف قلبی محبت پر اکتفا نہ کرو جسم کو بھی اللہ والوں کے پاس لے جاؤ کیونکہ قلب چل نہیں سکتا قالب کے ذریعہ جائے گا لہذا فرمایا وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ اپنے قلب کو قالب کی سواری پر لے جاؤ اور اللہ والوں کے پاس جاکر بیٹھو اس کے بعد وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ فرمایا اور ایک دوسرے کی زیارت کرتے رہو وہیں نہ رہ جاؤ کہ بال بچوں کو اور ذریعہ معاش و تجارت کو چھوڑ دو اور اس کے بعد وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ ہے کہ یہ بندے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ جان لے لینا لیکن مال کی بات نہ کرنا۔ گر جاں طلبی مضایقہ نیست ور زر طلبی سخن درین ست۔ لہذا ایک دوسرے پر خرچ بھی کرو۔ صوفیاء کو اللہ نے یہ نعمت بھی عطا فرمائی ہے کہ ایک دوسرے پر خرچ بھی کرتے ہیں۔

(۱۵) تکمیل لا الٰہ سے الا اللہ نصیب ہوتا ہے

ارشاد فرمایا کہ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ سے دل لگانے والا الا اللہ سے اپنے کو محروم کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ میں شرط لگادی کہ پہلے لا الٰہ کی تکمیل

کرو پھر سارا عالم الا اللہ سے بھرا ہوا پاؤ گے۔ کلمہ میں پہلے لاالٰہ ہے کہ اگر غیر اللہ سے تمہارا قلب پاک ہو جائے تو دنیا میں الا اللہ ہی الا اللہ ہے۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے عمل میں کسی مخلوق کو دکھانے کی نیت نہیں کرتا لیکن اللہ کا بھی خیال نہیں آتا کہ یہ عمل میں اللہ کے لئے کر رہا ہوں یعنی نہ مخلوق کی نیت ہے نہ خالق کی تو حکیم الامت فرماتے ہیں کہ یہ عمل بھی اللہ ہی کے لئے ہے، یہ مخلص ہے کیونکہ جب اس کے قلب میں مخلوق نہیں ہے تو بس خالق ہے۔ معلوم ہوا کہ بس غیر اللہ دل میں نہ ہو، تو سارا عالم الا اللہ سے بھرا ہوا ہے۔

(۱۶) غض بصر کا حکم بوساطت رسالت دینے کا عجیب نکتہ

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی امت سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی کرلیں قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ کیا اللہ تعالیٰ خود ہم سے نہیں فرماسکتے تھے جب نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ کا حکم براہ راست دیا تو نظر کی حفاظت کا حکم بھی اللہ تعالیٰ براہ راست دے سکتے تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطہ بنایا اس میں عجیب راز ہے۔ بعض وقت ابا حیاء سے اپنے بیٹوں سے ایسی بات کو خود نہیں کہتا بلکہ اپنے دوستوں سے کہلاتا ہے کہ ذرا میرے بچوں کو سمجھادو کہ بے شرمی والا کام نہ کریں۔ تو اس میں رب العالمین کی حیاء و غیرت شامل ہے کہ رحمۃ للعالمین سے کہلایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیں کہ میرے بندے نگاہوں کی حفاظت کریں۔

(۱۷) غضِ بصر کی جزاء عظیم

ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ کی جزا بیان فرمائی کہ غضِ بصر کی جزا حلاوت ایمانی ہے یَجِدُ فِیْ قَلْبِہٖ حَلَاوَتَہٗ اب اگر کوئی بے وقوف کہے کہ غضِ بصر تو بہت مشکل ہے کیونکہ ہر طرف بے پردگی و عریانی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جتنی زیادہ عریانی ہے اتنی ہی حلاوت ایمانی کی فراوانی ہے نظر بچاؤ اور حلاوہ ایمانی لے لو۔ مشکل ہے تو یہ دو انعام بھی تو کتنا بڑا ہے کہ حسن خاتمہ کی بشارت ہے۔

(۱۸) قوی ترین نسبت حاصل کرنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ ایک شخص رات بھر تہجد پڑھتا ہے لیکن تقویٰ سے نہیں رہتا اور ایک شخص تہجد تو نہیں پڑھتا لیکن تقویٰ سے رہتا ہے، ایک نظر بھی خراب نہیں کرتا اور ایک لمحہ بھی اپنے مالک کو ناراض نہیں کرتا میں واللہ کہتا ہوں اور روزہ سے بھی ہوں اور بلد امین میں ہوں کہ اس کا نور اتنا قوی ہو گا کہ اس کے درد دل سے عالم میں زلزلہ پیدا ہوجائے گا اور ایک مخلوق اس سے سیراب ہوگی۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ جب ایمان اور تقویٰ کے نور سے دل بھر جاتا ہے تو دل سے چھلک کر آنکھوں سے ٹپکنے لگتا ہے چہرہ سے جھلکنے لگتا ہے اسی کا نام سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ہے سِیْمَا کی تفسیر تفسیر روح المعانی میں یہ ہے کہ نُوْرٌ یَظْھَرُ عَلَی الْعَابِدِیْنَ یَبْدَأُ مِنْ بَاطِنِھِمْ اِلٰی ظَاھِرِھِمْ سیما ایک نور ہے جو میرے عاشقوں کے دل میں بھر جاتا ہے تو ان

کے باطن سے ان کے ظاہر تک چھلک جاتا ہے۔

(۱۹) غذائے اولیاء

ارشاد فرمایا کہ گناہ سے بچنے کا غم اٹھانا غذائے اولیاء ہے۔ یہ غم اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی غذا ہے۔ عبادت، حج اور عمرہ فاسق اور گنہگار بھی کرسکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ عبادت غذا فاسقوں کی بھی ہے اور دوستوں کی بھی ہے۔ تو یہ غذائے عبادت دوستوں اور نافرمانوں دونوں میں مشترک ہے اور جو چیز بین الفساق اور بین الاولیاء مشترک ہو وہ اولیاء کی امتیازی غذا کیسے ہوسکتی ہے لہٰذا گناہ سے بچنے کا غم اٹھانا یہ صرف اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی غذا ہے۔ یہ گنہگاروں کا حصہ نہیں۔ اگر گنہگار بھی یہ غذا کھانے لگے یعنی گناہ سے بچنے کا غم اٹھانے لگے تو گنہگار اور فاسق نہ رہے گا ولی اللہ ہوجائے گا۔ اس کی دلیل اِنْ اَوْلِیَاۤؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر سال حج و عمرہ کرنے والا، ذکر و تسبیح پڑھنے والا نوافل و تلاوت کرنے والا لیکن گناہ سے نہ بچنے والا میرا ولی نہیں ہوسکتا۔ میرے ولی صرف وہ ہیں جو مجھ کو ناراض نہیں کرتے، جو متقی ہیں۔

(۲۰) گناہ سے بچنے کا غم اور محبوبیت عند اللہ

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنی ولایت کے لئے قبول فرماتے ہیں اس کو لا الہ کی تکمیل کی توفیق دیتے ہیں۔ پھر وہ غیر اللہ پر نظر نہیں ڈالتا اور لطف چاکر زخم حسرت کھاتا ہے اور غم تقویٰ اٹھاتا ہے اس غمزدہ اور حسرت بھرے دل کو اللہ تعالیٰ اپنا پیار عطا کرتے ہیں جیسے کسی بچہ کو اس کے ماں باپ منع کردیں

کہ بیٹا تم کباب نہ کھانا یہ تمہارے لئے مضر ہے لیکن اس کے دوسرے بھائی اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرکے اس کے سامنے کباب کھارہے ہیں اور وہ للچا للچا کر رو رہا ہے لیکن کہتا ہے کہ میں اپنے ماں باپ کو ناراض نہیں کروں گا چاہے جان جاتی رہے تو بتایئے ماں باپ اس بچہ کو پیار نہیں کریں گے؟ ایسے ہی اللہ والے گناہوں سے بچنے کا غم اٹھا کر کہتے ہیں کہ اے خدا اگر حسینوں سے نظر بچاتے بچاتے موت بھی آجائے تو ہم اس کے لئے تیار ہیں تو بتایئے کیا اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین نہیں ہیں؟ ماں باپ سے زیادہ محبت کرنے والے نہیں ہیں؟ کیا وہ ایسے زخمی دل کو پیار نہیں دیں گے؟ ارے اتنا پیار دیں گے جس کو دل ہی محسوس کرے گا۔ میرا شعر ہے ؎

مرے حسرت زدہ دل پر انہیں یوں پیار آتا ہے
کہ جیسے چوم لے ماں چشمِ نم سے اپنے بچے کو

قیامت کے دن ایسے دلوں کی قیمت اور محبوبیت معلوم ہوگی ؎

داغِ دل چمکے گا بن کر آفتاب
لاکھ اس پر خاک ڈالی جائے گی

(۲۱) افنائے نفس زیادتِ ایمان کا ذریعہ ہے

ارشاد فرمایا کہ جو لوگ ہر وقت اپنے نفس کی خواہشات کی قربانی پیش کررہے ہیں ان کا ایمان کتنا ہوتا ہے مولانا رومی اس کو سمجھاتے ہیں ؎

گر مرا صد بار تو گردن زنی
ہمچو شمعے بر فروزم روشنی

فرماتے ہیں کہ چراغ کی بتی پر جب گل آجاتا ہے تو اس کو قینچی سے کاٹ دیتے ہیں جس سے روشنی اور بڑھ جاتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی بری بری خواہشات کو اگر اللہ تعالیٰ کی محبت کی قینچی سے کاٹتے رہوگے تو تمہارے ایمان کی روشنی روزانہ بڑھتی رہے گی۔ نظر کی حفاظت کر کے نفس کی حرام خواہش کی گردن پر اللہ کی محبت کی تلوار چلا کر دیکھو کہ ایمان کہاں سے کہاں پہنچتا ہے۔

ترے حکم کی تیغ سے میں ہوں بسمل

شہادت نہیں میری ممنون خنجر

اے خدا آپ کی شریعت کے حکم کی تلوار سے میں اپنے کو زخمی کر رہا ہوں میری شہادت کافروں کی تلوار کی ممنون نہیں ہے۔ آپ کے حکم کی تلوار کی ممنون ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کافروں سے جہاد نہ کرو۔ جب جہاد کا حکم ہوجائے اس وقت وہ بھی اللہ ہی کا حکم ہے لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جان دینے کے لئے تیار لیکن گناہ سے بچنے کا حکم نہیں مانتے۔ اولیاء اللہ وہ ہیں جو کسی وقت اللہ کو ناراض نہیں کرتے۔

(۲۲) صحبت شیخ میں طالب کی کیا نیت ہونی چاہیے

ارشاد فرمایا کہ اپنے مشائخ کی صحبت میں اضافہ علم کے لئے نہ جائیے ان کے قلب کی کیفیت احسانیہ کا درد لینے جائیے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی کا علم شیخ سے زیادہ ہو۔ پھر تو وہ اپنے علم کی ریل کا وزن زیادہ سمجھے گا شیخ کی کیفیت احسانی کے جہاز کے وزن سے۔ حالانکہ جہاز میں جو اسٹیم ہے اس سے وہ منٹوں میں ہزاروں میل کا سفر طے کرلیتا ہے اور ریل ایک مہینہ میں بھی نہیں پہنچتی۔

تو مرید کو چاہیے کہ اپنے کو ریل اور شیخ کو ہوائی جہاز سمجھے۔ مولانا قاسم نانوتوی، مولانا گنگوہی اور حکیم الامت تھانوی رحمتہ اللہ علیہم حاجی صاحب مہاجر کی رحمتہ اللہ علیہ سے علم لینے نہیں گئے تھے یہی کیفیت احسانی لینے گئے تھے۔

(۲۳) آدمی آدمی بناتا ہے

ارشاد فرمایا کہ اڑنے کا طریقہ کتاب میں پڑھنے سے کوئی اڑ نہیں سکتا۔ تیرنے کا طریقہ کتاب میں پڑھنے سے کوئی تیر نہیں سکتا۔ اگر کوئی کتاب لے کر دریا میں تیرنے جائے، کتاب میں لکھا ہو کہ پانی میں ایسے ایسے ہاتھ چلاؤ اور وہ اسی طرح ہاتھ چلائے تو خود بھی ڈوبے گا اور کتاب بھی ڈوبے گی۔ یہی صاحب اگر کسی تیرنے والے سے دوستی کرلیں تو چند دن میں تیرنے لگیں۔ خوب سمجھ لیجئے کہ کتاب آدمی بننے کا راستہ دکھاتی ہے لیکن آدمی آدمی بناتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو صرف کتب آسمانی نازل ہوتیں انبیاء علیہم السلام نہ بھیجے جاتے۔ لیکن کتاب اللہ کے ساتھ رجال اللہ بھیجے گئے۔ جب کتاب نازل ہوئی تو کتاب سمجھانے والے اور کتاب پر عمل کرنے والے پیدا کئے گئے لہذا اس عالم کو دیکھ لو جو اللہ والوں سے جڑا ہوا نہیں ہے اس کا علم سر آنکھوں پر لیکن آپ اس کو حریص دنیا پائیں گے، اس کے علم و عمل میں فاصلے ہوں گے۔

(۲۴) مشیت الٰہی کے بعد اعمال ولایت عطا ہونے کی مثال

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعا مانگئے کہ اے اللہ ہم کو اولیاء صدیقین کی منتہا تک پہنچا دے، اس منتہا سے ایک اعشاریہ بھی ہمیں پیچھے نہ

رہنے دے۔ وہ کریم مالک ہے جب قبول کرے گا تو اولیاء صدیقین کے اخلاق و اعمال اور ایمان و تقویٰ دے دے گا۔ دنیا میں دیکھ لیجئے کہ پہلے ڈپٹی کمشنر منتخب ہوتا ہے بنگلہ اور کار اور سرکاری جھنڈا حفاظتی پولیس کا دستہ وغیرہ بعد میں ملتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ اولیاء صدیقین بنانے کا فیصلہ فرمالیں گے پھر اولیاء صدیقین کے اعمال و اخلاق دینا ان کے ذمہ ہے۔ کوئی دعا رائیگاں نہیں ہوتی۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جو دعا مانگی وہ اللہ نے قبول فرمائی اور جو نہیں قبول ہوئی وہ درد دل سے نہیں مانگی تھی۔

(۳ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۳ جنوری ۱۹۹۱ء بروز دوشنبہ ۱۱ بجے صبح مکہ مکرمہ)

(۲۵) حضرت والا کی خوش طبعی

حضرت والا دامت برکاتہم کے خاص احباب میں سے ایک صاحب صبح کی مجلس میں شرکت کے لئے آئے۔ ان کی قمیص کی آستینوں پر لمبی لمبی پٹیاں بنی ہوئی تھیں۔ مزاحاً فرمایا کہ آپ نے اتنی پٹیاں باندھی ہوئی ہیں لیکن آپ کی شرافت ہے کہ پھر بھی آپ لوگوں کو پٹی نہیں پڑھاتے۔ اسی طرح ایک صاحب نے کہا کہ میں ٹیپ ریکارڈ دوکاندار کو واپس کرنے جارہا ہوں کیونکہ یہ خراب ہے حالانکہ میڈ ان جرمن لکھا ہوا ہے۔ مزاحاً فرمایا کہ آپ اس دوکاندار سے کہہ دیں کہ اگرچہ یہ میڈ ان جرمن ہے لیکن ہمارا من خوش نہیں ہے۔

(۲۶) اہل محبت کے محفوظ عن الارتداد ہونے کی دلیل

ارشاد فرمایا کہ اہل محبت اہل استقامت ہوتے ہیں۔ کبھی کوئی اہل

محبت مرتد نہیں ہوا۔ جتنے مرتد ہوئے اور دین سے پھر گئے وہ اہل محبت نہیں تھے اسی لئے حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو طالب استقامت ہو وہ اہل محبت کی صحبت میں رہے اور اس کی دلیل قرآن پاک سے اللہ تعالیٰ نے اختر کو عطا فرمائی۔ میں اپنے بزرگوں کے ملفوظات کو قرآن پاک و احادیث سے مستند کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وَ مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ جو لوگ دین اسلام سے مرتد ہوگئے ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ ایک قوم پیدا کرے گا جن سے اللہ تعالیٰ محبت فرمائیں گے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔ مرتدین کے مقابلہ میں اہل محبت کا تذکرہ نازل فرمانا دلیل ہے کہ اہل محبت مرتد نہیں ہوسکتے کیونکہ مقابلہ میں وہی چیز لائی جاتی ہے جو اس کا بالکل عکس اور تضاد ہو۔ پہلوان کے مقابلہ میں اس سے قوی پہلوان پیش کیا جاتا ہے لہٰذا مرتدین کے مقابلہ میں اہل محبت کو پیش کرنا دلیل ہے کہ یہ ایسے قوی ہیں جو ہمیشہ دین پر قائم رہیں گے اس سے معلوم ہوا کہ عشق و محبت والا کبھی مرتد نہیں ہوگا۔ اس حقیقت پر خواجہ صاحبؒ کا شعر ہے ؎

میں ہوں اور حشر تک اس در کی جبیں سائی ہے
سرِ زاہد نہیں یہ سر سرِ سودائی ہے

یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کے دروازہ پر میری پیشانی ہمیشہ رہے گی۔ یہ زاہد خشک لوگوں کا سر نہیں ہے خدا کے عاشقوں کا سر ہے۔
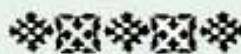
(۲۷) استقامت کا امتحان

ارشاد فرمایا کہ اس زمانہ میں کیسے معلوم ہو کہ فلاں شخص کو استقامت حاصل ہے۔ استقامت کا امتحان اس وقت ہوتا ہے جب سامنے کوئی خوش قامت ہو۔ خوش قامت سامنے ہو اور یہ پھر بھی نہ دیکھے تو سمجھ لو کہ اس کو استقامت حاصل ہے۔ استقامت میں بھی قامت ہے اور خوش قامت میں بھی قامت ہے اور قامت کیسی ہے میرا شعر سنئے ؂

اس کی قامت ہے یا قیامت ہے

یہ مصرع نہایت رومانٹک ہے جس کی وجہ سے اہل رومانٹک اور مسٹر بھی سمجھ جاتے ہیں کہ ملا حسن کی نزاکتوں سے ناواقف نہیں ہے۔ پہلے مصرع میں جس درجہ کا مرض ہے دوسرے مصرع میں میں نے اتنی ہی قوت اور اتنے ہی ملی گرام کا انٹی بائیٹک پیش کیا ہے اب دوسرا مصرع سنئے ؂

اس کو دیکھے گا جس کی شامت ہے

اس زمانہ میں استقامت کا سب سے بڑا امتحان یہی ہے کہ جو نظر کو حسینوں سے بچالے تو سمجھ لو کہ وہ اللہ کی مرضی پر مستقیم ہے۔ ورنہ جو خوش قامت کو دیکھتا ہے اس کو استقامت کہاں نصیب ہے اس کی تو شامت آئی ہوئی ہے۔

(۲۸) عدم قصد نظر اور قصد عدم نظر

ارشاد فرمایا کہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں اختر ایک بات عرض کرتا ہے۔ کلیات حکیم الامت کے ہیں اور جزئیہ اختر پیش

کررہا ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ میرا آپ کو اذیت دینے کا ارادہ نہیں تھا تو حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ تمہارا ارادہ اذیت دینے کا تو نہیں تھا لیکن تم نے یہ ارادہ کیوں نہیں کیا کہ میری ذات سے کسی کو اذیت نہ پہنچے۔ عدم قصد ایذاء تو تھا لیکن تم نے قصد عدم ایذاء کیوں نہیں کیا۔ اگر یہ ارادہ کرتے کہ مجھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے تو تکلیف نہ پہنچتی۔ اس کلیہ سے اللہ تعالیٰ نے اختر کو یہ اصول عطا فرمایا کہ جب گھر سے باہر نکلو، بازار میں جاؤ تو عدم قصد نظر کافی نہیں ہے، پھر تو نفس دکھا دے گا، بدنظری کرادے گا۔ لہذا قصد عدم نظر کیجئے یعنی ارادہ کرکے نکلئے کہ نہیں دیکھنا ہے۔ عدم قصد نظر میں ارادہ کی نفی تو ہے لیکن اس نفی کو اثبات میں بھی لائیے اور قصد عدم نظر کیجئے، یعنی ارادہ کیجئے کہ ہمیں اللہ کی نافرمانی نہیں کرنی ہے۔ حسن کا کتنا ہی زبردست منظر ہوگا مگر ہم اس کے ناظر نہیں ہوں گے۔ قصد عدم نظر کے بغیر اس زمانہ میں نظر کی حفاظت نہیں ہوسکتی۔ کراچی میں ایک شخص آیا۔ میں نے پوچھا کہ کہاں رہتے ہو؟ کہا کہ منظور کالونی میں رہتا ہوں۔ میں نے مزاحاً کہا کہ دیکھو بھائی ناظر کالونی میں نہ رہنا چاہے کوئی تمہیں مفت کا پلاٹ دے دے پھر اسی وقت میرا یہ شعر موزوں ہوا ؎

اختر وہی اللہ کا منظور نظر ہے
دنیا کے حسینوں کا جو ناظر نہیں ہوتا

(۲۹) حفاظت نظر کا حکم غیرت جمال خداوندی کا تقاضا ہے

ارشاد فرمایا کہ ہمارے ایک دوست شروانی صاحب مرحوم تھے انہوں نے بتایا کہ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم سے اولاد نہیں ہوئی مجھے اجازت دے

دو کہ میں ایک شادی اور کرلوں تو بیوی نے کہا کہ ایک شرط ہے کہ دوسری بیوی مجھ سے زیادہ حسین نہ ہو۔ یہ کیا ہے؟ غیرت حسن ہے۔ ایک دنیوی فانی حسن کو یہ پسند نہیں کہ میرا عاشق میرے علاوہ کسی اور سے زیادہ دل لگائے۔ تو نظر کی حفاظت کے حکم میں غیرت جمال خداوندی متقاضی ہے کہ میرے ساتھ مشغول رہو کہاں ادھر ادھر دیکھتے ہو، میرے ہوتے ہوئے غیروں پر نظر کرتے ہو، جن اعمال کو ہم نے حرام کیا ان کو کرکے تم ہمارے بننا چاہتے ہو۔ ہماری نافرمانی و ناقدری کرکے تم ہمارے نہیں ہوسکتے۔

(۳۰) نورتقویٰ پیدا کرنے والے دو تار

فرمایا کہ آجکل ایک اشکال یہ ہوتا ہے کہ حسن پر عشق کی نظر بازیاں جب اتنی مضر ہیں کہ بندہ اللہ تک نہیں پہنچ سکتا تو کیوں اللہ نے حسن پیدا کیا اور کیوں ہمارے اندر عشق کے تقاضے رکھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آج کل روشنی دو تاروں سے ہوتی ہے منفی اور مثبت (Minus) اور (Plus) تو حسن میں کشش رکھی گئی اور عشق میں بھی کشش رکھی گئی تاکہ جب حسن کی کشش عاشقوں کو اپنی طرف مائل کرے اور یہ بھی چاہیں کہ حسن پر نظر ڈالیں لیکن اللہ کے خوف سے نہ دیکھیں تو حسن کی طرف سے کش ہوا اور تقویٰ نے اس کو مکش کردیا تو اس کشمکش سے منفی و مثبت کے دو تار لگ گئے جس سے نور معرفت و محبت اور کمال تقویٰ کی ایک بجلی پیدا ہوتی ہے اور ایمان اولیاء صدیقین عطا ہوتا ہے۔ حسن کے کش کا مثبت تار اور تقویٰ کے مکش کا منفی تار ان دو تاروں سے صدیقین کا نور ایمان نصیب ہوتا ہے اور جو یہ صبر

سہ نہیں کرتے وہ اولیاء صدیقین میں شامل نہیں ہوسکتے ۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؂

صبر بگذیدند و صدیقیں شدند

اولیاء صدیقین وہ ہیں جو صبر اختیار کرتے ہیں ۔

(۳۱) مزاح میں نصیحت

ارشاد فرمایا کہ لندن میں میں نے دیکھا کہ دروازوں پر کہیں پُل (Pull) لکھا ہوا ہے اور کہیں (Push)۔میں نے دوستوں سے کہا کہ حسینوں کو دکھا کر شیطان پہلے پل (Pull) کرتا ہے پھر پل پر چڑھا کر پُش (Push) کرتا ہے اور پل کے نیچے گرادیتا ہے پھر آدمی پچھتاتا ہے کہ مجھے کہاں ذلت میں گرادیا ۔

ارشاد فرمایا کہ عشق مجازی بہت برا مرض ہے بعض لوگوں نے کہا کہ ویلیم فائیو کھاتا ہوں لیکن نیند نہیں آتی ۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ کیوں دیکھتے ہو کسی کی وائف کہ کھانا پڑے ویلیم فائیو اور خراب ہوجائے تمہاری لائف اور جگر میں چبھے اس کا نائف ۔ نہ دیکھو کسی کا میک اپ ورنہ نفس میں اٹھے گا پک اپ ۔ میں انگریزی ایک لفظ نہیں جانتا لوگوں سے سن سن کر نصیحت کے لئے استعمال کرلیتا ہوں ۔ او رکہتا ہوں کہ جنہوں نے حسینوں کے حسن کو ہینڈل کرنے کی کوشش کی ان کے سر پر سینڈل پڑے ہیں ۔

(۳۲) حلاوت ایمانی کے دو ذرائع

ارشاد فرمایا کہ جس کو حلاوت ایمانی عطا ہوتی ہے اس کا خاتمہ ایمان پر ہونا ضروری ہوتا ہے ۔ محدث عظیم ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں وقد ورد ان حلاوۃ

الایمان اذا دخلت قلبا لا تخرج منه ابدا وفیه اشارة الی بشارة حسن الخاتمة وارد ہے کہ جس دل کو حلاوت ایمانی عطا ہوتی ہے پھر کبھی واپس نہیں لی جاتی اور اس میں حسن خاتمہ کی بشارت ہے کیونکہ جب دل میں ایمان ہو گا تو اس کا خاتمہ ایمان ہی پر ہوگا اور حلاوت ایمانی کے دو ذرائع بہت مستحکم ہیں۔ ایک تو نظر بچانے سے دوسرے اللہ والوں کی محبت سے۔ اب آپ کہیں گے کہ نظر بچانے کا تو قرآن شریف میں حکم ہے اور حدیث پاک میں وعدہ ہے کہ من ترکھا مخافتی یجد فی قلبہ حلاوۃ الایمان لیکن اللہ والوں کی محبت کی کیا دلیل ہے؟ بخاری شریف کی حدیث ہے من احب عبدا لا یحبہ الا لِلّٰہِ جو روئے زمین پر کسی سے اللہ کے لئے محبت کرے اس کے لئے بھی حلاوت ایمانی کا وعدہ ہے اور اللہ والوں سے اللہ ہی کے لئے محبت ہوتی ہے کیونکہ نہ اپنا خاندان ہوتا ہے، بعض وقت اپنی زبان بھی نہیں ہوتی اور بعض وقت کوئی رشتہ بھی نہیں ہوتا نہ کسی تجارت اور بزنس کا تعلق ہوتا ہے۔ صرف اللہ ہی درمیان میں ہوتا ہے لہذا اللہ والوں سے محبت للّٰہی بدرجہ کمال ہوتی ہے اس لئے اہل اللہ کی محبت پر بھی حلاوت ایمانی کا وعدہ ہے جس پر حسن خاتمہ موعود ہے۔

(۲۳) دل کی غـذا

ارشاد فرمایا کہ زبان کی غذا عمدہ ذائقہ۔ کان کی غذا عمدہ آواز۔ آنکھوں کی غذا حسین مناظر اور دل کی غذا محبت ہے۔ اگر غذا ناقص ہوگی تو صحت خراب ہوجائے گی۔ دنیا کے تمام محبوب ناقص ہیں، مرنے والے ہیں، بڑھاپا آنے والا ہے ان کے گال پچکنے والے ہیں آنکھوں پر گیارہ نمبر کا چشمہ لگنے والا ہے کمر

جھلکنے والی ہے تو جو شخص اپنے دل کو ناقص فانی محبوبوں کی محبت کی ناقص غذا دے گا اس کا دل کمزور، بے کیف اور غموں کی لاتیں کھائے گا اور ہر وقت زوال پذیر ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے عاشقین ہر وقت نئی شان رکھتے ہیں کیونکہ ان کا محبوب کامل ہے تو جب دل کو کامل غذا ملے گی تو دل کی صحت کیسی ہوگی۔ ان کے دل کے کیف و سرور کا کیا عالم ہوتا ہے ان کے عالم کو سارا عالم نہیں سمجھ سکتا

(۳۴) روح اور عناصر متضادہ

فرمایا کہ رومانٹک دنیا کیوں پریشان ہے؟ اطباء کہتے ہیں کہ انسان عناصر متضادہ اربعہ کا مجموعہ ہے یعنی مٹی، آگ، پانی اور ہوا ان چار متضاد عناصر کا مجموعہ ہے ان عناصر کو روح روکے رہتی ہے۔ لہٰذا جب روح نکل جاتی ہے تو آگ آگ میں، مٹی مٹی میں، پانی پانی میں اور ہوا ہوا میں مل جاتی ہے۔ سال بھر کے بعد قبر کھود کر دیکھو تو کچھ نظر نہیں آئے گا۔ چونکہ یہ روح عناصر متضادہ کو روکے ہوئے ہے اس لئے جس کی روح زیادہ قوی ہوگی تو عناصر متضادہ مغلوب اور تابع ہوں گے۔ جب مرکز قوی ہوتا ہے تو اپوزیشن دبی رہتی ہے لہٰذا جس کی روح نور تقویٰ سے، اعمال صالحہ سے دوام ذکر اور اجتناب عن المعاصی سے قوی ہوتی ہے تو سارے جسم میں سکون رہتا ہے کیونکہ مرکز قوی ہے تو صوبے اس کے تابع ہیں لیکن اگر نافرمانی سے روح کمزور ہوگئی تو اس کے عناصر متضادہ میں انتشار، کشمکش اور پریشانی شروع ہوجائے گی۔

لہٰذا رومانٹک دنیا میں کیا ہوتا ہے کہ اپنے ہی عناصر متضادہ کا سنبھالنا مشکل تھا اب ظالم نے بدنظری کر کے اور دل دوسرے کو دے کر اس معشوق

کے چار عناصر متضادہ کا بوجھ بھی اپنے سر لے لیا ۔ گویا اب آٹھ کا بوجھ ہو گیا۔ چار اپنے اور چار اس معشوق کے ۔ روح نافرمانی سے کمزور ہو گئی اور عناصر متضادہ کا بوجھ بڑھ گیا ۔ اسی وجہ سے اہل رومانٹک کو نیند نہیں آتی اور بے چین رہتے ہیں ۔ لہٰذا اگر سکون قلب سے جینا ہے تو نظر بچائیے تاکہ روح قوی رہے اور اپنے عناصر متضادہ اربعہ پر غالب رہے ۔ نظر کی حفاظت کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے ہماری روح پر رحم فرمایا کہ بدنگاہی سے اس پر چار عناصر متضادہ کا مزید بوجھ پڑ جائے گا اور اس کی طاقت کمزور ہو جائے گی اور نفس سے مقابلہ اس کے لئے مشکل ہوتا چلا جائے گا۔

(۳۵) گناہ کے تقاضوں سے گھبرانا نہیں چاہیے

ارشاد فرمایا کہ جس کے دل میں گناہ کے تقاضے حسینوں کو دیکھنے کے تقاضے زیادہ ہوں اس کو پریشان نہیں ہونا چاہیے ۔ یہ تقاضے ہی تو اللہ تعالیٰ کا ولی بننے کا ذریعہ ہیں ۔بس اتنا کرنا ہے کہ ان تقاضوں پر عمل نہ کرو ۔ جس سے دل شکستہ ہو جائے گا۔ جو زیادہ عاشق مزاج ہے اور زیادہ نظر بچاتا ہے اس کا دل بار بار شکستہ ہوتا رہتا ہے اور جس کا دل زیادہ ٹوٹا رہتا ہے اس میں اللہ کی تجلیات زیادہ نفوذ کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ دل کو اسی لئے توڑتے ہیں کہ جب دل پاش پاش ہو جائے تو میری تجلیات قرب اس کے ذرہ ذرہ میں داخل ہو جائیں ۔ مولانا رومیؒ نے اس مسئلہ کو ایک مثال سے سمجھایا ۔ فرماتے ہیں ؎

بر بروں کہ چو زد نور صمد

پارہ شد تا در درونش ہم زند

جب کوہ طور کی ظاہری سطح پر اللہ کی تجلی صمدیت نازل ہوئی تو ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا تاکہ میرے اندر بھی اللہ کی تجلی آجائے اگر یہ ثابت رہتا اور نہ ٹوٹتا تو تجلی اوپر اوپر رہتی اندر داخل نہ ہوتی۔ اسی طرح جو لوگ گناہ سے بچنے کے مجاہدات میں اپنی تمناؤں کا خون کرکے دل کو پاش پاش کرتے ہیں تجلی قرب ان کے ذرہ ذرہ میں سما جاتی ہے اور ان کی نسبت اولیاء صدیقین کی ہوجاتی ہے ایسے شخص کی گفتار اس کا کردار اس کی رفتار اور اس کے جینے کے اطوار دلالت کرتے ہیں کہ یہ سینہ میں ایک شکستہ دل رکھتا ہے میرا شعر ہے ؎

میرے میرے دل شکستہ میں
جام و مینا کی ہے فراوانی

ایسا دل شکستہ تجلیات سے معمور ہوتا ہے۔ ایک شاعر نے اس کے متعلق عجیب شعر کہا ہے ؎

مے کدہ میں نہ خانقاہ میں ہے
جو تجلی دل تباہ میں ہے

اور احقر کا شعر ہے ؎

ہزار خون تمنا ہزارہا غم سے
دل تباہ میں فرمانروائے عالم ہے

(۳۶) خون آرزو مطلع آفتاب قرب ہے

ارشاد فرمایا کہ جب سورج نکلتا ہے تو افق مشرق سرخ ہوجاتا ہے اسی طرح جس کے دل کے آفاق میں اللہ تعالیٰ اپنے قرب کا سورج طلوع فرمانا چاہتے ہیں

اس کو خون تمنا کا حوصلہ و ہمت دیتے ہیں۔ وہ اپنی تمام بری آرزوؤں کا خون کرتا رہتا ہے اور اتنا زیادہ خون آرزو کرتا ہے کہ اس کے دل کا پورا آسمان لال ہوجاتا ہے۔ دنیا کے آسمان کا تو خالی مشرق لال ہوتا ہے جس سے ایک سورج نکلتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے عاشقین اپنے قلب کے جملہ آفاق کو سرخ کردیتے ہیں لہذا ان کے قلب کے جملہ آفاق سے قرب و نسبت مع اللہ کے بے شمار آفتاب طلوع ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے کیف کو وہی جانتا ہے جس کو یہ نسبت خاصہ نصیب ہوتی ہے۔

(۳۷) نسبت مع اللہ کی علامات

ارشاد فرمایا کہ جس کو نسبت خاصہ مع اللہ نصیب ہوجاتی ہے یعنی جس کے دل میں اللہ آجاتا ہے سلاطین کے تخت و تاج اس کی نگاہوں سے گر جاتے ہیں آفتاب و ماہتاب کی روشنی اس کی نظر میں پھیکی پڑجاتی ہے؂

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑگئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

اور لیلائے کائنات کے نمکیات اس کو جھڑے ہوئے نظر آتے ہیں یعنی ان کی اہمیت دل سے نکل جاتی ہے اور اس کی فنائیت ہر وقت ان کے سامنے ہوتی ہے کیونکہ ہر چیز کے مستقبل کا اثر اس کے حال میں بھی ہوتا ہے جیسے جامن کا چھوٹا سے پودا ہے اس کی پتی کو اگر آپ چکھیں گے تو جامن کا کچھ ذائقہ اس میں ہوگا۔ پس جو اشیاء فنا ہونے والی ہیں ان کی فنائیت کے آثار ان کی ابتداء و عالم شباب میں بھی ہوتے ہیں۔ اللہ والوں کو اس کا ادراک ہوجاتا ہے اس لئے

کوئی صاحب نسبت دنیا کی فانی لذات کا گرویدہ نہیں ہوتا۔ میرا شعر ہے ؎

اہل دل کی صحبتوں سے جو حقیقت بیں ہوا
لذتِ دنیائے فانی کا وہ گرویدہ نہیں

(۳۸) سفر میں روزہ کی قضا کے متعلق ایک علم عظیم

ارشاد فرمایا کہ آج کل بعض لوگ کہتے ہیں کہ پہلے تو مشقت کا زمانہ تھا۔ لوگ اونٹوں پر سفر کرتے تھے اس زمانہ میں سفر میں روزہ قضا کرنا تو سمجھ آتا ہے لیکن اب تو سفر آسان ہوگیا۔ ہوائی جہاز پر بیٹھے اور پہنچ گئے۔ اب اس رخصت سے نفع اٹھانا سمجھ میں نہیں آتا۔ اس اشکال کا جواب اسی آیت میں ہے اِنْ کُنْتُمْ مَرْضیٰ اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِنْ اَیَّامٍ اُخَر کہ اگر تم مریض ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے ایام میں روزہ رکھ لو۔ یہاں علیٰ سفر فرمایا اور علیٰ غلبہ و استیلاء و استعلاء کے لئے آتا ہے یعنی تم اگر سفر پر کتنے ہی غالب ہو۔ سواری تمہاری اختیاری ہو، مشقت کا کہیں نام و نشان نہ ہو، ہر طرح سے راحت ہو کہ گویا سفر تمہارا خادم و غلام و تابع ہے لیکن سفر میں تم روزہ چھوڑ سکتے ہو۔ اسی لئے علیٰ نازل فرمایا ورنہ ان کنتم مرضیٰ او مسافرین بھی نازل ہو سکتا تھا لیکن علیٰ سفر فرمایا تاکہ قیامت تک ریل اور ہوائی جہاز وغیرہ کی کتنی ہی سہولتیں اور راحتیں میسر ہوجائیں اور سفر کتنا ہی مغلوب کالعدم اور آسان ہوجائے پھر بھی تم اس رخصت سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ یہ علم عظیم اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے اس بلد امین میں عطا فرمایا۔

(۲۹) تعلیم ادب

حضرت والا کے ایک خادم نے اپنے بیٹے کا تعارف کرایا کہ حضرت یہ میرا صاحبزادہ ہے۔ فرمایا کہ خود صاحبزادہ نہ کہئے ورنہ آپ نے اپنی زبان سے خود کو صاحب تسلیم کرلیا۔ اس لئے بزرگوں نے فرمایا کہ خادم زادہ کہو کہ میں خادم ہوں یہ خادم کا بیٹا ہے۔

◆◆◆◆◆◆

(۵ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۹۱ء بروز منگل مکہ مکرمہ ۱۱ بجے صبح)

(۳۰) مدرسین کو حفاظت نظر کا ایک مفید مشورہ

ارشاد فرمایا کہ چاٹگام میں ایک محدث صاحب نے مجھ سے کہا کہ میں تو بخاری شریف اور مسلم شریف پڑھاتا ہوں لیکن کبھی شرح جامی بھی پڑھانی پڑتی ہے اس میں اکثر امارد ہوتے ہیں اور بعض بہت حسین ہوتے ہیں۔ ان سے کس طرح نظر بچاؤں۔ اس کے لئے مجھے کوئی نسخہ بتائیے۔ میں نے ان کو مشورہ دیا کہ جو لڑکے حسین ہوں ان کو داہنے بائیں بٹھائیے اور جو غیر حسین ہوں ان کو سامنے بٹھائیے تو یہ متن بن جائیں گے اور متن ہمیشہ جلی ہوتا ہے اور وہ حاشیہ بن جائیں گے اور حاشیہ عموماً باریک ہوتا ہے اور حاشیہ جب باریک ہوگا تو نفس کو ادراک حسن میں دقت ہوگی، اچٹتی نظر پڑے گی، غائرانہ نظر نہیں ہوگی، طائرانہ نظر ہوگی اور ساری توجہ آپ سامنے رکھیں، دائیں بائیں توجہ نہ کریں۔ مولانا اس مشورہ سے بہت خوش ہوئے اور کہا کہ آپ نے میری مشکل حل کردی۔

(۴۱) عیسوی تاریخ کے منسوخ ہونے کا راز

ارشاد فرمایا کہ مال حلال کم ہوجانے کی وجہ سے کافروں نے حطیم پر چھت نہیں ڈالی اور حطیم بھی کعبہ شریف ہی کا حصہ ہے لیکن جب مکہ فتح ہوگیا۔ بیت المال قائم ہوگیا پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر چھت نہیں ڈلوائی تاکہ امت کے غریب بندے بھی اللہ کے گھر میں داخل ہوسکیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھلا رکھا۔

لیکن عیسوی تاریخ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں قائم نہیں رکھا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حطیم کھلا رکھا اسی طرح آپ عیسوی تاریخ کو بھی قائم رکھ سکتے تھے لیکن کیوں نہیں رکھا اس کا راز اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے نصیب فرمایا۔ میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا اور وہ یہ ہے کہ مثلاً اگر حج جنوری میں فرض ہوتا تو ہر سال جنوری ہی میں حج آتا باقی مہینے حج کے انوار سے محروم ہوجاتے لہذا اللہ کی رحمت عامہ متقاضی ہوئی کہ قمری تاریخ سے شریعت کے احکام جاری ہوں تاکہ تمام ایام زمانہ میری عبادات حج، روزہ و عیدین وغیرہ کے انوار و برکات سے مالا مال رہیں اور کوئی زمانہ میری عبادات کے انوار سے محروم نہ ہو۔

(۴۲) شرف مکانی اور شرف زمانی

ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن موت پر حدیث وارد ہے کہ جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے

گا۔ ملاعلی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں احتمال ہے کہ یہ مطلق ہو یا مقید ہو۔ مطلق کے معنی ہیں کہ ہمیشہ کے لئے عذاب قبر سے محفوظ ہوجائے اور اگر مقید مانا جائے تو معنی ہوں گے صرف جمعہ کو عذاب نہ ہو، سنیچر سے شروع ہوجائے۔ پھر فرماتے ہیں کہ فالاطلاق هوالاول و الاول هوالاولیٰ نظراً الیٰ فضل المولیٰ اس حدیث کو مطلق رکھنا اول ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل پر نظر کرتے ہوئے یہی اولیٰ ہے۔

اس حدیث کی شرح میں میرے دل میں یہ بات آئی کہ زمان ومکان دونوں اللہ کے ہیں۔ کعبہ شریف مکان ہے جو اللہ مکاناً یہ شرف دے سکتا ہے کہ ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہو وہ زماناً بھی شرف دینے پر قادر ہے کہ ایک زمانہ کو ایسی عزت دے دے کہ اس کی برکت سے قیامت تک عذاب قبر نہ ہو تو اس پر کیا اشکال ہے۔

ملاعلی قاریؒ نے مرقاۃ میں دوسری احادیث نقل کرکے ثابت فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن مرنے والے کا قیامت کے دن بھی حساب نہیں ہوگا اور یہ اس حال میں حاضر ہوگا کہ اس کی پشت پر شہیدوں کی مہر لگی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمعہ کی موت نصیب فرمائے آمین۔

(۴۴) ہم نشین آفتاب حق

ارشاد فرمایا کہ سائنسداں کہتے ہیں کہ زحل مشتری زہرہ اور مریخ وغیرہ سیاروں میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ نے چار چاند دیے ہیں کسی کو چھ دیے ہیں کسی کو تین اور ہماری دنیا کو ایک چاند دیا کیونکہ یہاں احکام شریعت اللہ تعالیٰ

کو نافذ کرتا تھے ۔ فرما دیا قل ھی مواقیت للناس کہ یہ چاند وقت معلوم کرنے کے لئے ہے تاکہ تم میرے احکام بجالا سکو اور ایک سیارہ عطارد ہے اس کو اللہ نے ایک چاند بھی نہیں دیا چونکہ یہ سورج کے قریب ہے وہاں ہر وقت روشنی رہتی ہے ۔ اس لئے وہاں چاند کی ضرورت ہی نہیں ہے ۔ اس سے ایک مسئلہ ثابت ہوا کہ جو لوگ ہم نشین آفتاب حق ہیں ، جلیس خورشید حق ہیں ۔ وہ حسن کے چاندوں کے محتاج نہیں ہوتے ، تخت و تاج و سلطنت پر مائل نہیں ہوتے ، دنیائے فانی پر نہیں مرتے ۔ جو اللہ کا مقرب ہوتا ہے یہ سب چیزیں اس کے دل میں بے قدر ہوجاتی ہیں ۔

تسخیر مہر و ماہ مبارک تجھے مگر
دل میں اگر نہیں تو کہیں روشنی نہیں

(۴۴) قبولیت توبہ کی علامت

ارشاد فرمایا کہ انسان معصوم نہیں ہے ۔ خطا ہو سکتی ہے لیکن جب خطا ہوجائے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اتنا روؤ کہ وہ خطا سبب عطا ہوجائے ۔ ایک صاحب نے کہا کہ خطا پر کتنا روئیں ، کتنی توبہ کریں ، قبولیت توبہ کی آخر کوئی علامت بھی ہے ؟ میں نے کہا کہ ہاں ہے ۔ جب آنسو بہاؤ گے اور دل سے توبہ کروگے تو دل میں ٹھنڈک آجائے گی ، یہی علامت قبولیت توبہ ہے کیونکہ گناہ سے دل میں آگ لگتی ہے اور جب رحمت کا نزول ہوگیا تو آگ بجھ جائے گی بلکہ بغیر حروف کے دل میں آواز آنے لگے گی کہ اب زیادہ مت روؤ ۔ مولانا محمد احمد صاحبؒ نے اسی کے بارے میں فرمایا تھا ۔

اب کہیں پہنچے نہ تجھ سے ان کو غم
اے مرے اشکِ ندامت اب تو تھم

(۴۵) مقصدِ حیات

فرمایا کہ ہمارا مقصد مال کمانا، کھانا پینا، مکان بنانا کپڑے پہننا، شادی کرنا، بال بچوں کی تربیت کرنا نہیں ہے۔ یہ مقاصدِ حیات نہیں ہیں، وسائلِ حیات ہیں۔ مقصدِ حیات صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ اس دعویٰ کی دلیل ہے۔ لِیَعْبُدُوْنَ کی تفسیر جملہ مفسرین نے لِیَعْرِفُوْنَ کی ہے کہ جن و انس کو اس لئے پیدا کیا کہ اللہ کو پہچانیں اور لِیَعْرِفُوْنَ کے بجائے لِیَعْبُدُوْنَ اس لئے نازل فرمایا کہ معرفت وہی مقبول ہوگی جو عبادت کے راستہ سے ہوگی ورنہ چرس پی کر لنگوٹی پہنے ہوئے سمندر کے کنارے سٹہ کا نمبر بتانے والے بھی معرفت کا دعویٰ کرسکتے تھے لِیَعْبُدُوْنَ سے سب اس زمرہ سے نکل گئے۔

(۴۶) بادشاہ اور مزدوری

ارشاد فرمایا کہ نظر کی حفاظت پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے جب کہ بہت سی دوسری بڑی بڑی عبادات پر یہ وعدہ نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نظر بچانے سے دل کو تکلیف ہوتی ہے اور دل جسم کا بادشاہ ہے اور بادشاہ جب مزدور بن جائے تو اس کی مزدوری زیادہ ہونی چاہیے۔ نظر بچانے سے جسم کو تکلیف نہیں ہوتی لیکن دل تڑپ جاتا ہے لہذا بادشاہ کی محنت پر انعام بھی عظیم عطا فرمایا گیا۔

۴ (تراویح کے بعد جنوبی افریقہ کے علماء اور دیگر حضرات حاضر ہوئے اسوقت کے ارشادات)

(۴۷) غم علامت عدم مقبولیت نہیں

فرمایا کہ غم اگر کوئی بری چیز ہوتی تو اللہ اپنے پیاروں کو، اپنے انبیاء کو نہ دیتا۔ حضرت یونس علیہ السلام کو جب مچھلی نے نگلا تو اللہ تعالیٰ ان کے غم پر خود شہادت دے رہے ہیں کہ وَهُوَ مَكْظُومٌ وہ گھٹ رہے تھے لیکن پھر انعام کیا ملا کہ مچھلی کے پیٹ میں معراج عطا ہوئی۔ اسی طرح سید الانبیاء صلی اللہ علیہ و سلم کو کتنے غم اٹھانے پڑے جن کے صدقے میں دونوں جہان پیدا کئے گئے۔ معلوم ہوا کہ غم اللہ کے دشمنوں کے لئے تو مضر ہے لیکن دوستوں کے لئے ان کی ترقی کا ذریعہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو غم سے گذارا جاتا ہے تاکہ جب اللہ تعالیٰ اپنے قرب کی عظیم دولت عطا فرمائے تو عبدیت کا توازن قائم رہے۔ مانگنا تو عافیت ہی چاہئے لیکن غم آجائے تو گھبرانا نہیں چاہئے خود دعا کریں اپنے بزرگوں سے اور اللہ والوں سے اور دوستوں سے دعا کرائیں اور یہ عقیدہ رکھیں کہ جس حال میں اللہ ہمیں رکھے وہ حال ہمارے لئے سب سے بہتر اور مفید ہے۔

(۴۸) آیت فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ کے متعلق ایک نیا علم عظیم

ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کی طرف سے کس قدر غم پہنچا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون اللہ تعالیٰ کا صرف نَعْلَمُ فرمانا ہی کافی تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے لام بھی تاکید کا اور قد بھی تاکید کا نازل کرکے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ و

سلم ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کا سینہ غم سے گھٹ رہا ہے بوجہ ان نالائقوں کے نالائق اقوال سے ۔ لہذا آپ کے غم کا علاج یہ ہے کہ فسبح بحمد ربك آپ سبحان اللہ پڑھئے اور اپنے رب کی تعریف کیجئے جس نے آپ کو نبوت سے نوازا ۔ یہاں فَسَبِّحْ کا جو حکم ہے اس میں کئی راز ہیں جن میں سے ایک راز اللہ نے میرے قلب کو عطا فرمایا کہ آپ کو جو یہ ظالم مجنون اور پاگل کہہ رہے ہیں تو آپ ہماری پاکی بیان کیجئے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اس عیب سے کہ پاگلوں کو نبوت عطا فرمادے ،وہ ہرگز کسی پاگل اور جادوگر کو نبوت نہیں دے دے سکتا فَسَبِّحْ کے بعد بِحَمْدِ رَبِّكَ فرمایا کہ ہماری تسبیح کے ساتھ ہماری حمد بھی بیان کیجئے کہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے کتنا بڑا احسان فرمایا کہ آپ کو پیغمبر بنایا، اس عطاء نبوت پر ہماری حمد بیان کیجئے ۔ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ اور نماز شروع کردیجئے اور پوری نماز کو سجدہ سے تعبیر کیا اس کو بلاغت میں مجاز مرسل کہتے ہیں ۔ یہاں تسمیۃ الکل باسم الجز ہے اور سجدہ سے کیوں تعبیر کیا اس لئے کہ سب سے زیادہ قرب سجدہ میں عطا ہوتا ہے کیونکہ بین قدمی الرحمٰن بندہ کا سر ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے ۔ اور یہاں مجاز مرسل کیوں استعمال فرمایا؟ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل غمزدہ تھا اور سجدہ میں قرب زیادہ عطا ہوتا ہے لہذا سجدہ کا حکم دے کر گویا یہ فرمایا کہ آپ میری چوکھٹ پر سر رکھ دیجئے جیسے باپ بیٹے سے کہتا ہے کہ بیٹا جب تمہیں کوئی ستائے تو میری گود میں آجایا کرو۔

(۴۹) صداقت نبوت وصداقت کلام اللہ کی ایک دلیل

دورانِ گفتگو فرمایا کہ جس یتیم نے کبھی مدرسہ کا منہ نہ دیکھا ہو اور کسی

استاد سے نہ پڑھا ہو اس کی زبان مبارک سے ایسا فصیح و بلیغ کلام نکلنا جس کی فصاحت و بلاغت کے سامنے فصحاء عرب شرمندہ ہوگئے اور اپنا سا منہ لے کر بیٹھ گئے یہ دلیل ہے کہ قرآن پاک اللہ کا کلام ہے۔ اگر یہ اللہ کا کلام نہ ہوتا تو سب سے پہلے عرب انکار کرتے لیکن دنیا میں عرب جتنا قرآن پڑھتے ہیں اتنا عجم نہیں پڑھتا۔ حرم میں دیکھ لیجئے کہ جو عرب آتا ہے فوراً تلاوت شروع کر دیتا ہے۔ اگر اہل زبان اس کی عظمت کے قائل نہ ہوتے تو اس کو نہ پڑھتے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے کی اور قرآن پاک کے کلام اللہ ہونے کی یہی دلیل ہے کہ اہل عرب ہم سے زیادہ اس کی تلاوت کرتے ہیں۔

(۷ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۹۱ء بدھ مکہ مکرمہ ۱۱ بجے دن)

(۵۰) عشقِ مجازی کے ناقابل تلافی نقصانات

فرمایا کہ اگر حسن اور عشق آپس میں گناہ کر بیٹھیں تو ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کی نگاہ میں ذلیل ہوجاتے ہیں اور اس قابل نہیں رہتے کہ ایک دوسرے سے نگاہ ملا سکیں یہاں تک کہ فاعل و مفعول کو ایک دوسرے کو ہدیہ دینا بھی جائز نہیں اگرچہ وہ قرآن شریف ہو اگرچہ مصلی ہو اگرچہ تسبیح ہو کیونکہ اس مصلے پر جب وہ نماز پڑھے گا تو اسے اپنا گناہ یاد آجائے گا اور ہر وہ چیز جو مذکر معصیت ہو حرام ہے۔ بتائیے کتنا بڑا نقصان ہوا اور فاعل و مفعول ایک دوسرے کے لئے دعا بھی نہیں کرسکتے کیونکہ اگر دعا کرے گا تو پھر وہی گناہ یاد آجائے گا اور اسے خود شرم آئے گی کہ میں کس منہ سے اللہ کے سامنے اس کا نام لوں۔ کتنا عظیم نقصان ہوا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی دعا سے۔

ہدیہ دینے سے۔ یہاں تک کہ اس کی قبر پر بھی جانے سے محروم ہوگیا کیونکہ اگر قبر پر بھی جائے گا تو معصیت یاد آئے گی جو شریعت میں جائز نہیں ۔ اور یہ عشق مجازی کا گناہ ایسا ہے کہ ایک مسلمان کی آبرو جو کعبہ سے بھی زیادہ ہے اس کا جنازہ ہمیشہ کے لئے دفن ہوجاتا ہے۔

(۵۱) تاثیر صحبت کی مثال فقہی مسئلے سے

ارشاد فرمایا کہ اگر آپ کے پاس دس ہزار کی ایک رقم ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے اور ہر رمضان کی پچیس کو آپ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ چوبیس تاریخ کو دس ہزار کی رقم اور آگئی تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہوجائے گی اگرچہ اس پر ابھی ایک سال نہیں گذرا لیکن یہ ایک ہی دن میں بالغ ہوگئی ۔ کیوں؟ اس رقم کی صحبت کی برکت سے جس نے گیارہ مہینہ مجاہدہ کیا ہے۔ فقہ کے اس مسئلہ سے تصوف کا یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ جو لوگ اللہ کے راستہ میں مجاہدات کئے ہوئے ہیں ان کی صحبت میں جو رہتا ہے جلد بالغ ہوجاتا ہے یعنی اس کو جلد وصول الی اللہ نصیب ہوجاتا ہے۔

(۵۲) لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ کا عاشقانہ ترجمہ

ارشاد فرمایا کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ کا عاشقانہ ترجمہ یہ ہے کہ آپ کے سوا ہمارا کون ہے۔ سُبْحَانَكَ آپ پاک ہیں تمام عیوب سے۔ بے وفائیوں سے اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ مگر ہم نالائق اور ظالم ہیں کہ آپ جیسی پاک ذات کو چھوڑ کر عیب داروں سے۔ بے وفاؤں سے دل لگاتے ہیں۔

(۵۳) مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

ارشاد فرمایا کہ جو شخص نظر بچاکر اپنی حرام خوشیوں کا خون کر کے اپنے قلب کو ویران کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ حلاوت ایمانی کے میٹیریل سے اس قلب کی تعمیر کرتے ہیں۔ اس پر اختر کا یہ شعر میرے مربی شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت پسند فرمایا تھا ؎

ترے ہاتھ سے زیر تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

(۵۴) نسبت مع اللہ کی لذت بے مثل

ارشاد فرمایا کہ نظر بچاکر اپنے دل کو اللہ پر فدا کردو۔ جو اللہ ساری کائنات کی لیلاؤں کو نمک دے سکتا ہے وہ اللہ جب اپنی تجلیات خاصہ کے ساتھ آپ کے قلب میں آئے گا تو قلب میں ساری لیلاؤں سے بے نیازی پیدا ہوجائے گی اور بادشاہوں کے تخت و تاج آپ کو نیلام ہوتے ہوئے نظر آئیں گے بلکہ آپ کہیں گے کہ یہ تخت و تاج سلاطین کیا بیچتے ہیں اور سورج اور چاند کی روشنی کیا بیچتی ہے۔ جب مولائے کائنات دل میں آئے گا تو ساری کائنات نگاہوں سے گر جائے گی۔ میں اس بلد امین میں واللہ کہتا ہوں کہ دونوں جہان سے زیادہ مزہ وہ دل پاتا ہے جس دل میں وہ مولائے کائنات آتا ہے ؎

وہ شاہ دوجہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

(۷ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۶ جنوری ۱۹۹۱ء جمعرات بعد تراویح مدینہ منورہ)

(۵۵) صدیق کی ایک نئی تعریف

ارشاد فرمایا کہ اولیائے صدیقین کی ایک تعریف اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو عطا فرمائی کہ صدیق وہ ہے کہ جو ایک سانس بھی اللہ کو ناراض نہ کرے اور ہر سانس اپنے پالنے والے پر فدا کردے ۔ یعنی جس کی بندگی کی ہر سانس کو غیر شریفانہ اعمال سے تحفظ نصیب ہوجائے ۔ یہ محبت کا کتنا اونچا مقام ہے کہ اپنے انفاس حیات ، اپنی زندگی کی ہر سانس کو اللہ پر فدا کررہا ہے اور ایک سانس بھی اپنے مالک کو ناراض نہیں کرتا اور اگر کبھی خطا ہوجائے تو رو رو کر اپنے آنسوؤں سے سجدہ گاہ کو تر کردیتا ہے ، وہ صدیق ہے ۔

(۵۶) کڑواہٹ کا انعام حلاوت

ارشاد فرمایا کہ آج یہ بات سمجھ میں آئی کہ نظر کی حفاظت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حلاوت کا لفظ کیوں بیان فرمایا یجد فی قلبہ حلاوتہ چونکہ نظر بچانے میں نفس کو انتہائی کڑواہٹ محسوس ہوتی ہے لہٰذا اس کڑواہٹ کا انعام حلاوت ہے ۔ کڑوی چیز کھا کر فوراً میٹھی چیز کی خواہش ہوتی ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر رحم فرمایا کہ چونکہ تم نے کڑواہٹ برداشت کی تو کڑواہٹ کا صلہ ایمان کی حلاوت ملنا چاہئے ۔ یہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و سلم کا فیض نبوت ہے ۔

(۵۷) غلبۂ عظمت حق کے آثار کی ایک عجیب تمثیل

ارشاد فرمایا کہ اولیاء اللہ مخنث نہیں ہوجاتے بلکہ تقویٰ کی برکت سے وہ بہت زیادہ قوی ہوتے ہیں ۔ گناہ کرنے کی بھی طاقت رہتی ہے لیکن عظمت الہیہ کے غلبہ سے اس طاقت گناہ کو استعمال کرنے کی طاقت نہیں رہتی ۔ اس کی ایک مثال اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو عطا فرمائی کہ جنگل میں ایک کھلا ہوا شیر ایک سیاح کے سامنے اچانک سو فٹ کے فاصلہ پر آکر کھڑا ہوگیا اور سیاح کو تاک رہا ہے ۔ اتنے میں ایک لڑکی نے کہا کہ میں انٹر نیشنل حسین ہوں ، اس سال حسن کے مقابلہ میں میں اول نمبر آئی ہوں آپ ذرا مجھے ایک پیار کی نظر سے دیکھ تو لیجئے ۔ میں اپنا حسن آپ کو گفٹ دیتی ہوں تو وہ کہے گا کہ اس وقت میری نظر اور بصارت سب ختم ہوچکی ہے ۔ میں نامرد نہیں ہوں لیکن اس وقت شیر کی ہیبت اور خوف کی وجہ سے میں آپ کو استعمال کرنے کی طاقت نہیں پاتا ۔ گناہ کی طاقت ہے لیکن اس طاقت کو استعمال کرنے کی طاقت نہیں ہے ۔ کیوں ؟ ہیبت شیر کی وجہ سے ۔ جب جان کے لالے پڑتے ہیں تو پھر یہ " لالے " نظر بھی نہیں آتے ۔ جب ایک مخلوق کی ہیبت کا یہ حال ہے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کا جس کو استحضار ہوگا وہ کس طرح گناہ پر قادر ہوسکتا ہے ۔ پس اولیاء اللہ طاقت گناہ رکھتے ہیں لیکن اس طاقت کو استعمال کرنے کی طاقت نہیں رکھتے

(۵۸) ولایت صدیقیت کی کنجی

ارشاد فرمایا کہ درد دل سے کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں ایک ہی عمل کرلیجئے

صرف نظر بچالیجئے اگر اولیاء صدیقین کی آخری سرحد کو نہ چھولو تو کہنا کہ اختر کیا کہتا تھا۔ دوستو! اس بھاؤ اللہ کے قرب کا سودا بہت سستا ہے۔ اس کی برکت سے جب دل میں حلاوت ایمانی آئے گی تو ہم کو پورے دین پر عمل کرنے کی توفیق ہوجائے گی۔ یہ عمل کرکے دیکھئے، سلوک کے سارے راستے کھل جائیں گے، تمام مسائل حل ہوجائیں گے کیونکہ عاشقوں کو مال کی محبت نہیں ہوتی، خدا کا کوئی عاشق کسی کی جیب نہیں کاٹ سکتا۔ چوری بھی نہیں کرسکتا، عاشقوں کو بس حسن پرستی کی ایک بیماری ہوتی ہے کہ حسین شکلوں کو دکھا کر شیطان ان کی نسبت مع اللہ پر پردہ ڈال دیتا ہے لہٰذا اس بے پردگی و عریانی کے زمانہ میں جو ایک یہی عمل کرلے گا لا الٰہ کی تکمیل ہوجائے گی اور جب سب باطل خدا نکل گئے اب سارے عالم میں الا اللہ ہی الا اللہ ہے۔

(۹ رمضان المبارک ۱۴۱۷؁ھ مطابق ۱۸ جنوری ۱۹۹۷؁ء بروز ہفتہ مدینہ منورہ ۱۱ بجے صبح)

(۵۹) خلوت مع اللہ کی اہمیت

ارشاد فرمایا کہ تنہائی کی عبادت بھی ضروری ہے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے خلوت محبوب کی گئی اور غار حرا میں آفتاب نبوت طلوع ہوا جس پر میرا شعر ہے کہ ؎

خلوت غار حرا سے ہے طلوع خورشید
کیا سمجھتے ہو تم اے دوستو ویرانوں کو

غار حرا میں خلوت اور سناٹا تھا لیکن نبوت کا آفتاب وہیں طلوع ہوا مگر آفتاب نبوت ملنے کے بعد پھر کار نبوت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مصروف ہوگئے۔

پھر آپ کا غارِ حرا میں جانا تو ثابت نہیں ہے لیکن راتوں میں اللہ کے ساتھ خلوت میں رہے ۔ پس جن لوگوں کو خلوتوں کے بعد اللہ تعالیٰ دینی خدمت کا منصب عطا فرمادے ان کے لئے بھی ضروری ہے کہ کچھ وقت خلوتوں میں وہ اللہ کو یاد کریں کیونکہ خلوت مع الخالق جلوت مع الخلق کے فیضان کا ذریعہ بنتی ہے ۔ جس کی خلوت میں تلقی انوار نہ ہوگی وہ جلوت میں فیضان انوار نہیں کرسکتا ۔ خلوت میں اللہ سے لے اور جلوت میں دے ۔ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خلوت میں اللہ سے اتنا لو کہ تمہارے دل کا مٹکا انوار سے بھر کر چھلکنے لگے تو مخلوق کو چھلکتا ہوا مال دو، اپنا مٹکا خالی نہ کرو ۔ یہ بات حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سنائی ۔ بعض لوگ رات دن مخلوق کے ساتھ تبلیغ میں مصروف رہتے ہیں لیکن اللہ کو خلوت میں یاد نہیں کرتے ۔ ان کی تبلیغ میں برکت نہیں ہوتی ۔ لہذا ہر شیخ کے لئے خلوت بھی بہت ضروری ہے اور حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ماں اچھی غذا نہیں کھائے گی تو اس کے بچے کمزور رہیں گے ۔ جو شیخ تنہائی میں اپنے اللہ کو خوب یاد نہیں کرتا اس کے مریدین کی نسبت کمزور رہے گی ۔ جتنا زیادہ شیخ متقی ہوگا اتنا ہی فیضان اس کے مریدوں پر ہوگا ۔

(۶۰) ملاقات دوستاں یعنی ملاقات اہل اللہ کی اہمیت

ارشاد فرمایا کہ دوستوں کی ملاقات کی قدر بعض صوفیوں کو نہیں ہے ۔ بس غلبۂ حال ہے کیونکہ ذکر میں مزہ آرہا ہے لیکن فہم کی کمی ہے ۔ دوستوں کی ملاقات اتنی اہم ہے کہ جنت میں بھی اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں فادخلی فی عبادی

ہم کر جاؤ پہلے میرے خاص بندوں سے ملو۔ عبادی میں یاء نسبتی ہے یعنی یہ میرے ہیں۔ جو دنیا میں کثرت تعلقات اور کثرت اسباب معاشی اور اسباب شہوات نفس میں رہتے ہوئے بھی یہ نفس کے نہ ہوئے، غیروں کے نہ ہوئے میرے بن کر رہے تو جب یہ دنیا میں میرے رہے تو میں کیوں نہ ان کو کہوں کہ یہ میرے ہیں۔ فادخلی فی عبادی میں اپنے خاص بندوں کی ملاقات کو مقدم فرمایا اور وادخلی جنتی میں جنت کو موخر فرمایا۔ یہ تقریر میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جنت کی نعمت سے زیادہ اللہ والوں کی ملاقات ہے اس لئے اللہ والوں کی ملاقات کو اللہ تعالیٰ مقدم کررہے ہیں کہ جاؤ پہلے میرے خاص بندوں سے ملو جن کے صدقہ میں تم یہاں آئے ہو اور حضرت نے فرمایا تھا کہ اہل اللہ جنت کے مکین ہیں، جنت ان کا مکان ہے اور مکین افضل ہوتا ہے مکان سے۔

اور دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کو یہ مطلوب ہے کہ اہل اللہ کے پاس زیادہ رہو۔ نفلی عبادت کا اتنا اہتمام نہ کرو جتنا اللہ والوں کے ساتھ رہنے کا کرو۔ فرماتے ہیں کونوا مع الصادقین اللہ والوں کے پاس رہ پڑو۔ علامہ آلوسی نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ خالطوھم لتکونوا مثلھم اتنا ساتھ رہو کہ تم ویسے ہی ہوجاؤ، تمہارے دل میں وہی درد آجائے، آنکھیں ویسی ہی اشکبار ہوجائیں، تمہارے سینہ میں ویسا ہی تڑپتا ہوا دل آجائے، ویسا ہی تقویٰ تمہیں نصیب ہوجائے۔

اب اس کی دلیل شرعی پیش کرتا ہوں اور یہ علم عظیم الحمد للہ ابھی عطا ہوا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی آپس میں ملاقات اور ملنا جلنا مقصود نہ ہوتا تو جماعت کی نماز واجب نہ ہوتی بلکہ یہ حکم ہوتا کہ اپنے اپنے گھروں میں نماز

پڑھو، دروازے بند کر لو، خلوتوں میں مجھے یاد کیا کرو۔ نہیں! بلکہ پانچوں وقت مسجد میں جاؤ اور میرے بندوں سے ملو۔ اس میں ملاقات کی اہمیت ہے کہ مسلمان آپس میں ملتے بھی رہیں۔ کوئی باپ نہیں چاہے گا کہ میرے بیٹے ہمیشہ الگ الگ رہیں۔ کہ بھائی آپس میں ملیں جلیں کھائیں پئیں۔ ایک دوسرے کی دعوت کریں تو باپ خوش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سات دن تک تو پنجگانہ ملاقات رکھی لیکن جمعہ کے دن ایک بڑا اجتماع رکھا کہ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں جمعہ نہیں ہوگا، قریہ کبیرہ میں جاؤ۔ اس طرح جمعہ میں اور زیادہ مسلمانوں سے ملاقات ہوگئی۔ پھر عید و بقر عید میں اور زیادہ اجتماع بڑھا دیا اور پھر حرمین شریفین حج و عمرہ کے لئے آؤ جہاں سارے عالم کے مسلمان مل جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اہل اللہ کی ملاقات عظیم نعمت ہے اور عند اللہ مطلوب ہے۔

(۶۱) دعا کا ایک عجیب مضمون

مجلس کے آخر میں یوں دعا فرمائی کہ اے اللہ سرور عالم صلی اللہ علیہ کے صدقہ میں اور اس مدینہ پاک کے صدقہ میں اور اس مدینہ پاک کی زمین کے اس ٹکڑے کے صدقہ میں جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک رکھا ہوا ہے جو باجماع امت عرش اعظم سے بھی افضل ہے، کعبہ شریف سے بھی افضل ہے اور شہدائے احد اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جملہ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جو جنت البقیع میں آرام فرما ہیں ان کے صدقہ میں اور ہمارے خواص مشائخ اور بزرگوں کے صدقہ میں ہم سب کو صاحب نسبت ولی صدیقین بنا دے۔ اے اللہ ولایت صدیقین کی جو منتہا ہے ہم کو اور ہمارے اعزا

واقرباء وحسب سب کو وہاں تک پہنچ دے۔ ہم تو نااہل ہیں لیکن آپ کریم ہیں اور کریم نااہلوں کو بھی نواز دیتا ہے ہم نالائقوں پر اے کریم ایسی نظر ڈال دے کہ ہم نالائق لائق بن جائیں۔

(۶۲) اپنی اولاد میں علماء ربانین پیدا ہونے کی دعا کا استدلال

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے کہا کہ آج کل مدارس کے مہتمم علماء یہ دعا مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ ہماری ذریات میں علماء پیدا فرما جو ہمارے مدرسوں کو چلاتے رہیں۔ یہ علماء تو مدرسوں کو موروثی جائیداد بنانا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ جو یہ کہتا ہے نادان ہے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مانگا تھا ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم کہ اے اللہ میری ذریات میں سے ایک پیغمبر پیدا فرما لہذا اپنی اولاد میں علماء ربانین پیدا ہونے کی دعا کرنا خلاف اخلاص نہیں ہے ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ دعا نہ مانگتے کہ اے میرے رب میری ہی ذریات میں پیغمبر پیدا فرما۔ علامہ آلوسی نے اس کی دو وجہ لکھی ہے کہ اپنے خاندان میں جب نبی ہوگا تو اس کو اپنے خاندان والوں کی زیادہ فکر ہوگی کہ میرے خاندان والے جہنم میں نہ جائیں اور دوسری وجہ یہ کہ خاندان والے بھی اس کی اتباع کریں گے کہ یہ ہمارے ہی خاندان کا آدمی ہے چنانچہ حضرت مفتی شفیع صاحب نے میرے شیخ سے سوال کیا تھا کہ میرے بیٹے مولانا رفیع اور مولانا تقی عالم ہیں لیکن اگر میں ان کو مدرسہ میں رکھتا ہوں تو قوم مجھے بدنام کرے گی کہ یہ اقربا پروری کر رہا ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ آپ اس کی پرواہ نہ کریں۔ دونوں کو مدرسہ میں رکھیں۔ آپ کے بیٹوں

کو جو مدرسہ کی قدر ہوگی کہ میرے باپ نے بڑے خون پسینہ سے یہ دارالعلوم بنایا ہے وہ دوسرے کو نہیں ہو سکتی کیونکہ جو مفت کی پاتا ہے مفت ہی لٹاتا ہے۔ ان مفت میں لیے رکھو۔ مفتی صاحب حضرت کے مشورہ پر ہنس پڑے۔ خوش ہوگئے اور پھر دونوں بیٹوں کو دارالعلوم میں استاد مقرر کر دیا۔

(۶۳) اہل اللہ کو اہل دل کیوں کہا جاتا ہے؟

ارشاد فرمایا کہ مکھی کے پر ہیں لیکن اس کے پروں کو کسی نے پر تسلیم نہیں کیا کیونکہ غلاظت پر گرتی ہے اور جو پروانے روشنی پر فدا ہو رہے ہیں ان کے پروں کو پوری کائنات نے تسلیم کرلیا کہ یہ پروانے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ مرنے والوں پر مرتے ہیں ان کو اہل دل نہیں کہا جاتا کیونکہ ان کے دل مٹی پر مٹی ہو کر مٹی ہو چکے ہیں اور جن کے دل اللہ پر فدا ہوگئے ان کو کہا جاتا ہے کہ یہ اہل دل ہیں۔ میر قدری کا شعر ہے ؎

اہل دل آنکس کہ حق را دل دہد
دل دہد اورا کہ دل را می دہد

اہل دل وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو دل دیتے ہیں جس نے کہ دل بنایا ہے۔

(۶۴) اہل اللہ سے عدم محبت اللہ سے عدم محبت کی دلیل

فرمایا کہ جس کو اللہ والوں سے مل کر خوشی نہ ہو یہ دلیل ہے کہ اس کے دل میں اللہ کی محبت نہیں ہے۔ ایک شخص کہتا ہے مجھے کباب سے بہت محبت ہے اور گلی سے آواز آتی ہے کباب والا! لیکن اس کے قلب پر کوئی

کیفیت نہیں آتی اور وہ یہ نہیں کہتا کہ از کجا می آید ایں آواز دوست کہ یہ میرے دوست کی آواز کہاں سے آرہی ہے تو معلوم ہوا کہ یہ شخص عاشق کباب نہیں ہے۔

(۶۵) محبت حق کی ایک علامت

میرے شیخ نے فرمایا تھا کہ اگر دوسرا بھی اللہ کا نام لے لے اور کہدے اللہ ! تو اگر وہ اللہ والا ہے تو اللہ کا نام سن کر اس کے دل پر کیفیت طاری ہوجائے گی کہ آہ کون میرے محبوب کا نام لے رہا ہے اور فرمایا کہ جب میں حج کرنے گیا تو مکہ شریف میں ایک شخص ہندوستان سے آیا تھا جس کے اکلوتے بیٹے کا نام حامد تھا کہ ایک عرب نے اپنے بیٹے کو آواز دی یا حامد ! پس وہ ہندوستانی کانپنے لگا۔ اس کو اپنا بیٹا یاد آگیا۔ لہذا یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کا عاشق ہو اور اللہ کا نام سن کر مزہ نہ آئے۔

(۶۶) نسبت مع اللہ کی مثال مشک سے

ارشاد فرمایا کہ جس ہرن کی ناف میں مُشک پیدا ہوجاتا ہے تو اس کے بعد وہ سوتا نہیں۔ کھڑے کھڑے اونگھ لیتا ہے اس ڈر سے کہ کہیں کوئی شکاری میرا مُشک نہ چھین لے۔ اسی طرح جس کے دل کو نسبت مع اللہ عطا ہوتی ہے اس کو پھر غفلت نہیں ہوتی اور وہ ڈرتا رہتا ہے کہ میری نسبت مع اللہ کو نقصان پہنچانے والی شکلیں کہیں قریب نہ آجائیں کہ دل کا لگاؤ ان کی طرف ہوجائے یا بدنظری نہ ہوجائے اور نسبت مع اللہ کو نقصان پہنچ جائے۔

(۶۷) انحطاط امت کا اصل سبب

ارشاد فرمایا کہ بیس ریال کا ایک بڑا صندوقچہ لے لیجئے اس کی کوئی قیمت نہیں لیکن اسی کے اندر ایک چھوٹی ڈبیہ میں ایک کروڑ کا موتی رکھ دو تو اب بڑے صندوقچے کی قیمت بھی بڑھ گئی۔ اب اس بڑے بکسے کی دیکھ بھال اور حفاظت کی جائے گی۔ ہم لوگوں کے اجسام کے جو بڑے بکسے ہیں اس میں ایک چھوٹا سا بکس دل ہے اس میں جس قدر قوی نسبت ہوتی ہے اسی قدر اس کے جسم کا احترام بھی بڑھ جاتا ہے اس زمانہ میں ہمارے دلوں کے چھوٹے بکسے نسبت مع اللہ کے موتی سے خالی ہوگئے لہٰذا آج ہمارے بڑے بکسوں کی حفاظت نہیں ہورہی ہے۔ اسی لئے اسرائیل میں ہندوستان میں جہاں دیکھو مسلمان پیٹے جارہے ہیں۔

(بعد تراویح مدینہ منورہ ۱۱بجے شب)

(۶۸) شکرِ نعمت کا عجیب عنوان

ارشاد فرمایا کہ اے اہل مدینہ جن کو یہاں مستقل قیام کا شرف حاصل ہے اور ہم لوگ جن کو زیارت کے لئے حاضری کی سعادت نصیب ہوئی ہے ہم سب اللہ کا شکر ادا کریں کہ ہم اس شہر میں ہیں کہ جہاں مسجد نبوی میں گنبد خضرا کے نیچے جنتی زمین پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک رکھا ہوا ہے اتنا ٹکڑا کعبہ شریف سے اور عرش اعظم سے افضل ہے، ہماری قسمت ہے جو ہم یہاں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں حاضر ہیں اور جس شہر میں

مرنے والوں کے لئے آپ نے شفاعت کا وعدہ فرمایا ہے لہذا ان اعمال سے بچنا چاہئے جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی ہوتی ہے خصوصاً بد نظری سے جس پر آپؐ نے بددعا فرمائی ہے کہ لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے بچنے کے لئے جان کی بازی لگا دینا چاہئے۔

(۶۹) شرط ولایت تقویٰ ہے

ارشاد فرمایا کہ ہر سال کوئی حج و عمرہ کرے اور رات کو تہجد بھی قضا نہیں۔ تسبیح بھی ہر وقت ہے مگر کسی ایک گناہ میں عادۃً مبتلا ہے یہ شخص اللہ کے اولیاء میں شامل نہیں ہوسکتا۔ تقویٰ اور ولایت لازم و ملزوم ہیں۔ اس کی دلیل ان اولیاءہ الا المتقون ہے اللہ کے اولیاء متقی بندے ہیں۔ فسق و فجور اور اللہ کی دوستی جمع نہیں ہوسکتے۔

(۷۰) قلب کی استقامت کی مثال مقناطیس کی سوئی سے

ارشاد فرمایا کہ اللہ والے ذکر اس لئے بتاتے ہیں کہ دل اللہ سے چپک جائے جیسے قطب نما کی سوئی پر ذرا سا مقناطیس لگا دیا تو سوئی ہر وقت شمال کی طرف مستقیم رہتی ہے کیونکہ مرکز مقناطیس شمال کی جانب ہے۔ اللہ والے ذکر اس لئے بتاتے ہیں کہ اس کے قلب کی سوئی پر اللہ کے نور کی تھوڑی سی پالش لگ جائے تو عرش اعظم کا مرکز نور خود اس کو اپنی طرف کھینچے رہے گا۔ اگر اس کے محاذات سے ذرا بھی ہٹے گا تو قلب کی سوئی تڑپ جائے گی جیسے قطب نما کی سوئی کو شمال سے ذرا سا ہٹاؤ تو تڑپنے لگتی ہے جب رخ صحیح کرتی ہے تو اسے چین ملتا ہے۔ اسی طرح قلب پر جب ذکر کا نور لگ جائے گا اور پھر اللہ کی

طرف سے ذرا سا بھی ہٹے گا تو تڑپ جائے گا، جب تک رخ صحیح نہیں کرے گا چین نہیں پائے گا۔

(۷۱) واردات علوم غیبیہ کی مثال

ارشاد فرمایا کہ آپ ریڈیو کی سوئی گھماتے ہیں تو کبھی ماسکو سے خبریں آنے لگتی ہیں کبھی ہندوستان سے اور ریاض کی طرف سوئی آگئی تو لبیك اللّٰھم لبیك کی آوازیں نشر ہونے لگتی ہیں۔ اسی طرح جن کے قلب کی سوئی حق تعالیٰ کی طرف ہوجاتی ہے تو عالم غیب سے آوازیں آنے لگتی ہیں۔ علوم غیبیہ وارد ہونے لگتے ہیں۔

(۷۲) درد بھری دعا

آخر میں حضرت والا نے دعا کے دوران یوں کہا کہ اے اللہ دست بکشا جانب زنبیل ما اپنے دست کرم کو بڑھایئے اور ہماری جھولیوں کو بھر دیجئے اور ہماری جھولیوں میں گناہوں کے اور اخلاق رذیلہ کے جو کنکر پتھر ہیں ان کو نکال بھی دیجئے۔ ہم ایسے بھک منگے ہیں کہ اپنی جھولیوں کو بھی گندگیوں سے بھر کر لائے ہیں اے اللہ ہم کو پاک فرمادے اور بھلائیوں سے مالا مال فرمادے۔ رب لا تجعلنی بدعائك شقیا آمین یا رب العالمین و صلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و اٰله و صحبه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

(۷۳) اصلی امیر کون ہے؟

ارشاد فرمایا کہ جو اللہ کے طالب ہیں وہ یہ نہ سوچیں کہ ہم غریب ہیں۔

میں واللہ کہتا ہوں کہ جس کے دل میں اللہ ہے اس سے بڑھ کر کوئی امیر نہیں ہے اور جس ظالم بادشاہ کے پاس اللہ نہیں ہے اس سے بڑھ کر کوئی مسکین اور یتیم نہیں ہے۔ جن چیزوں پر ان کو ناز ہے مرنے کے بعد معلوم ہوگا کہ قبر میں ان کے جنازہ کے ساتھ کون جاتا ہے لیکن اللہ والے اپنے اللہ کو ساتھ لے کر جاتے ہیں۔ انشاء اللہ زمین کے نیچے بھی ان سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جب زمین کے اوپر تم تعلقات میں گھرے ہوئے تھے اس وقت تم نے ہمیں فراموش نہیں کیا اب جب تم اکیلے آئے ہو، بیوی بچوں نے کاروبار و تجارت نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا اب میں تمہیں کیسے تنہا رکھوں۔ وھو معکم این ما کنتم زمین کے اوپر بھی اللہ ساتھ اور زمین کے نیچے بھی برزخ اور میدان محشر میں بھی اور جنت میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۴۳) اہل اللہ کے استغناء کا سبب ان کی لذت باطنی ہے

فرمایا کہ کوئی بادشاہ کیا جانے اللہ والوں کے مزہ کو۔ واللہ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو مزہ اللہ والوں کے قلب میں ہے پوری دنیا کا اجتماعی مزہ اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ پوری کائنات کا مجموعہ لذات ایک ترازو میں رکھ لو اور خدا کے عاشقوں کے ایک اللہ کا مزہ دوسری میں رکھ لو تو اس مزہ کو سلاطین کائنات سمجھ بھی نہیں سکتے کہ یہ کیا مزہ ہے۔ اختر اللہ والوں کا ایک ادنیٰ غلام ہے لیکن جنوبی افریقہ کے سفر میں وہاں کے ایک بڑے عالم نے کہا کہ میں نے بہت تقریریں سنی ہیں لیکن جب تم بادشاہوں کو اور ان کے تخت و تاج کو للکارتے ہو تو ہمارے ہوش اڑجاتے ہیں کہ یہ کیسا ملا ہے کہ بجائے اس کے کہ جیب سے رسید بک

نکالے یہ بادشاہوں کو للکار رہا ہے۔ میرے بعض دوست یہاں موجود ہیں جو افریقہ ،لندن، امریکہ۔ کینیڈا کے سفر میں ساتھ تھے وہ گواہی دیں گے کہ میں نے کبھی اپنے مدرسہ کا نام بھی نہیں لیا اگر چہ میرا بھی مدرسہ ہے۔ ڈیڑھ ہزار بچے قرآن پاک حفظ کر رہے ہیں اور پورا درس بخاری شریف تک ہے لیکن صرف اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد پیش کرتا ہوں اس سے بڑھ کر کیا نعمت ہے اور یہ میرا کمال نہیں میرے بزرگوں کی جوتیوں کا تصدق ہے۔ بڑے بڑے مالدار بیعت ہوتے ہیں لیکن مدرسہ اور طلباء کا کبھی تذکرہ بھی نہیں کرتا کیونکہ اگر تذکرہ کیا تو فوراً ان کے دل میں خیال آئے گا کہ آمدم برسر مطلب اور پھر وہ مجھ سے دین سیکھیں گے؟ یہ فتنہ کا زمانہ ہے۔ مخلوق سے کچھ نہ کہو۔ اللہ سے دعائیں مانگو یہ اللہ کا دین ہے غیب سے انشاء اللہ مدد آئے گی۔

(۱۰ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۹ جنوری ۱۹۹۷ء بروز اتوار ۱۱ بجے صبح مدینہ منورہ)

(۷۵) ہلکے حسن سے زیادہ احتیاط چاہیے

ارشاد فرمایا کہ اطباء کہتے ہیں کہ تیز بخار اتنا مضر نہیں ہے جتنا ہلکا بخار مضر ہوتا ہے کیونکہ آدمی اس کی فکر نہیں کرتا اور آہستہ آہستہ وہ ہڈی میں اتر جاتا ہے۔ ایسے ہی بہت شدید حسین اتنا مضر نہیں جتنا کم حسین مضر ہوتا ہے کیونکہ اس کی طرف سے بے فکری ہوتی ہے اور اس کا نمک آہستہ آہستہ دل میں داخل ہوجاتا ہے اور آخر کار اس کے عشق میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ یہ باتیں جو یہ فقیر پیش کر رہا ہے آپ دنیا میں کم سنیں گے کیونکہ اس میں طبی معلومات کو بھی دخل ہے۔

(۶) صحبت اہل اللہ کے عبادت سے افضل ہونیکی وجہ

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت نے مفتی شفیع صاحب سے فرمایا کہ ایک شاعر نے جو کہا ہے کہ اہل اللہ کی صحبت سو سال کی اخلاص والی عبادت سے بہتر ہے یہ اس نے کم کہا ہے۔ اللہ والوں کی صحبت ایک لاکھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ وجہ یہ ہے کہ اللہ والوں کی صحبت سے اللہ ملتا ہے اور کثرت عبادت سے ثواب ملتا ہے۔ اور اہل اللہ کی صحبت کے عبادت سے افضل ہونے کی دلیل بخاری شریف کی یہ حدیث ہے کہ مَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا یُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ کہ جو کسی سے صرف اللہ کے لئے محبت کرے تو اس کو اللہ تعالیٰ حلاوت ایمانی عطا فرمائیں گے اور حلاوت ایمانی جس کو نصیب ہوگی اس کا خاتمہ ایمان پر ہونے کی بشارت ہے۔ دیکھئے اس محبت للّٰہی پر کسی ثواب کا وعدہ نہیں فرمایا گیا بلکہ حلاوت ایمانی عطا فرمائی کہ ہم اسے مل جائیں گے۔

(۷) دین کی حلاوت حاصل کرنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ ایک جملہ میں پورا دین پیش کرتا ہوں کہ زندگی میں ایک لمحہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کی راہ سے کبھی دل میں خوشی درآمد نہ کیجئے۔ اپنے مالک اور پالنے والے کو ناخوش کر کے غلاموں کو اپنے دل میں خوشی لانا شرافت بندگی کے خلاف ہے۔ ہمیں کس نے پیدا کیا؟ آنکھوں میں روشنی کس نے دی؟ رزق کون دے رہا ہے؟ کھاؤ اللہ کی اور گاؤ نفس و شیطان کی یہ کہاں کی شرافت ہے۔ اس لئے دل میں ٹھان لیجئے اور کوشش کیجئے کہ اللہ کو ناراض نہیں کریں

گے انشاء اللہ ایسا مزہ ملے گا کہ آپ کے مزہ کے عالم کو سارا عالم نہیں سمجھ سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک بے مثل ہے وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۔ کان کی خبر کُفُوًا کو مقدم کردیا اور اَحَدٌ کے اسم کو موخر کردیا اور نکرہ تحت النفی بھی ہے مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی مثل اور ہمسر نہیں ہے تو جب اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثل ہے تو ان کے نام کی لذت بے مثل نہیں ہوگی؟ ان کا نام مجموعہ لذات کائنات کا کیپسول ہے۔

(۱۱ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۹۱ء دوشنبہ مدینہ منورہ ۱۱ بجے صبح)

(۸) صحبت شیخ سے کیا ملتا ہے؟

ارشاد فرمایا کہ بنگلہ دیش میں ایک عالم نے مجھ سے سوال کیا کہ ماں باپ کو رحمت کی نظر سے دیکھنے سے ایک حج مقبول کا ثواب ملتا ہے تو اپنے شیخ کو دیکھنے سے کیا ملتا ہے؟ میرے قلب کو فوراً اللہ تعالیٰ نے یہ جواب عطا فرمایا کہ ماں باپ کو دیکھنے سے کعبہ ملتا ہے اور مرشد کو دیکھنے سے کعبہ والا ملتا ہے۔ رب الکعبہ ملتا ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ اِذَا رُئُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ اللہ والوں کی پہچان یہی ہے کہ ان کو دیکھنے سے اللہ یاد آتا ہے۔ ان کی صحبت سے اصلاح ہوتی ہے۔ اصلاح کے لئے انسان چاہئے اسی لئے پیغمبر بھیجے جاتے ہیں۔ اگر کعبہ شریف میں اصلاح کی شان ہوتی تو تین سو ساٹھ بت کعبہ کے اندر رکھے ہوئے نہ ہوتے۔ نبی اور پیغمبر اصلاح کرتا ہے پھر کعبہ شریف کی تجلیات نظر آتی ہیں ورنہ کفر کے موتیا سے جس کے دل کی آنکھیں اندھی ہیں وہ کعبہ کے انوار کیا دیکھے گا۔

(۷۹) روحانی بیوٹی پارلر

فرمایا کہ میں نے خانقاہ کا نام روحانی بیوٹی پارلر رکھا ہے ۔ دنیاوی بیوٹی پارلر میں دلہن کو سجا کر شوہر کے قابل بنایا جاتا ہے اور خانقاہوں کے بیوٹی پارلر میں بندہ کو اللہ کے قابل بنایا جاتا ہے کہ اللہ دیکھ کر خوش ہوجائے ۔ جو دنیاوی بیوٹی پارلر والے ہیں وہ خالی اوپری چمک دمک بنادیتے ہیں اور اس کے اندر چاہے غصہ ہو، کینہ ہو، زبان سے لڑنے والی ہو اس کی وہ اصلاح نہیں کرسکتے لیکن روحانی بیوٹی پارلر میں بندوں کے ظاہر و باطن کو اعمال سنت و شریعت سے مزین کیا جاتا ہے کہ ظاہر کو سنت کے مطابق بناؤ اور باطن کو اخلاق رذیلہ سے پاک کرو۔

(۸۰) اصلی شکر کیا ہے؟

ایک صاحب جن کا نام بدر ہے مجلس میں حاضر ہوئے اس وقت حضرت والا نے یہ مضمون بیان فرمایا اور یہ آیت تلاوت فرمائی لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ اللہ نے جنگ بدر میں تمہاری مدد فرمائی حالانکہ تم کمزور تھے تو اس کا شکریہ کیا ہے؟ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ پس تقویٰ سے رہو گناہ سے بچو تاکہ تم شکر گذار بندے بن جاؤ۔ معلوم ہوا کہ صرف زبانی شکر کافی نہیں ۔ زبان سے کہنا کہ اللہ تیرا شکر ہے اور آنکھوں سے بدنظری کرنا یہ حقیقی شکر نہیں ۔ زبان سے بھی شکر ادا کرو اور عمل سے بھی شکر ادا کرو۔ شکر لسانی سنت ہے اور شکر عملی یعنی تقویٰ فرض ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ سے معلوم ہوا کہ شکر گذاری کے لئے تقویٰ

ضروری ہے۔ دیکھئے اگر کسی کا بیٹا زبان سے ہر وقت باپ کا شکریہ ادا کرتا ہے لیکن باپ کی بات نہیں مانتا تو کیا باپ کا دل خوش ہو گا لہذا اصلی شکر گذاری تقویٰ ہے۔

(۸۱) شیر پر لومڑی

ارشاد فرمایا کہ شیر کی پیٹھ پر لومڑی بیٹھی ہو تو لوگ ہنسیں گے یا نہیں بلکہ شیر کے بارے میں شک ہونے لگے گا کہ یہ شیر ہے بھی یا نہیں یا خالی شیر کی کھال پہنے ہوئے ہے، صورت شیر میں ہے حقیقت شیر سے یہ ظالم محروم ہے ورنہ لومڑی جو بزدلی میں ضرب المثل ہے وہ شیر کی پیٹھ پر بیٹھی ہوئی کیسے مسکرا رہی ہے۔ پس اگر نفس کسی پر غالب ہو اگرچہ صورت بایزید بسطامی کی معلوم ہوتی ہو اور ہاتھ میں تسبیح بھی ہو لیکن بدنظری کر رہا ہو تو معلوم ہوا کہ یہ صورت میں بایزید بسطامی ہے اور سیرت میں ننگ یزید ہے۔

(۸۲) اہل اللہ سے تعلق کے برکات کی ایک مثال

ارشاد فرمایا کہ ایک مثال اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو عطا فرمائی کہ ایک تالاب میں مچھلیاں ہیں اور دوسرا تالاب مچھلیوں سے خالی ہے۔ اگر وہ خالی تالاب چاہتا ہے کہ مجھے بھی مچھلیاں مل جائیں تو مچھلیوں کے تالاب سے اپنی سرحد ملالے۔ اب جب پانی کی سرحدیں مل گئیں اور فاصلے ختم ہو گئے تو یہ تالاب بھی مچھلیوں سے محروم نہیں رہے گا۔ پس اللہ والوں کے دل سے اپنا دل ملا دو انشاء اللہ تعالیٰ اس اللہ والے کا تقویٰ، خوف، خشیت محبت اور نسبت مع اللہ

خود بخود آپ کے دل میں منتقل ہوجائے گی۔ خود آپ کو تعجب ہوگا اور عالم بھی متحیر ہوگا کہ یہ کیا تھا اور کیا ہوگیا۔ خواجہ صاحب نے بلا وجہ تھوڑی فرمایا تھا کہ ؂

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوق فراواں کردیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کردیا

(۸۳) عشاقِ حق سے ملاقات کے لئے دعا

ارشاد فرمایا کہ اختر ایک دیہات کا رہنے والا ہے اس کو جس اللہ نے اپنے کرم سے دردِ دل عطا فرمایا اور زبان ترجمان دردِ دل عطا فرمائی وہ اللہ تعالیٰ مجھے شرق و غرب، شمال و جنوب کے کان بھی عطا فرمانے پر قادر ہے اور میں اللہ سے مانگتا بھی ہوں کہ یا جامع اپنے اس نام کے صدقہ میں وہ روحیں جو آپ کی تلاش میں بے چین ہیں ان کو اختر سے اگر مناسبت ہے تو اپنے علم کے اعتبار سے ان کو میرے پاس جمع کردیجئے، یا مجھے ان کے پاس پہنچادیجئے تاکہ سفر و حضر میں مجھے ان کی رفاقت نصیب ہو۔

(۸۴) نفع کے لئے مناسبت ضروری ہے

ارشاد فرمایا کہ اس راہ میں مناسبت بہت ضروری ہے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ نفع کا مدار مناسبت پر ہے۔ جیسے بلڈ گروپ ملانا ضروری ہے۔ اگر کسی بادشاہ کو خون کی ضرورت ہے اور ایک سبزی بیچنے والے کے خون کا گروپ اس سے ملتا ہے تو ڈاکٹر یہی کہے گا کہ اس سبزی فروش کا خون چڑھوالو۔ اگر بادشاہ کہے کہ میں تو بادشاہ ہوں میری توہین ہوجائے گی کہ میرے خون میں ایک سبزی

فروش کا خون چڑھایا جائے ۔ میرے لئے محمد علی کلے کو بلاؤ تو ڈاکٹر کہے گا کہ جناب آپ کا بلڈ گروپ اس سے نہیں مل رہا ہے ۔ محمد علی کلے کا خون چڑھتے ہی آپ بے کلی میں مبتلا ہوجائیں گے لہذا شیخ کی شہرت کو نہ دیکھو اپنی مناسبت کو دیکھو۔

(۸۵) فیوض و برکات شیخ کی عجیب مثال

ارشاد فرمایا کہ بعض لوگوں نے کہا کہ تمہاری تقریر میں عشق و محبت کا رنگ ہوتا ہے اور تمہارے شیخ کی تقریر کا دوسرا رنگ ہوتا ہے ۔ میں نے کہا کہ سنو! پاور ہاؤس سے بجلی سفید رنگ کی آتی ہے لیکن جس بلب میں جو رنگ ہوتا ہے اسی رنگ میں منتقل ہوجاتی ہے۔ میرے شیخ ہردوئی کے فیوض کی بجلی میرے بلب میں آکر ہری ہوجاتی ہے کیونکہ میرا بلب بچپن سے رنگین اور گرین ہے۔ یہ سب شیخ ہی کا فیض ہے۔ کٹ آؤٹ لگا ہوا ہے ورنہ ابھی کٹ آؤٹ ہٹ جائے تو سب نور گٹ آؤٹ ہوجائے گا۔ اللہ کی بارگاہ میں مقبولیت ہی ختم ہوجانے کا خطرہ ہوجائے ۔سب شیخ کا فیض ہوتا ہے۔اس کی دعاؤں کا صدقہ ہوتا ہے ؎

چاند تارے میرے قدموں میں بچھے جاتے ہیں
یہ بزرگوں کی دعاؤں کا اثر لگتا ہے

(۸۶) صحبت کی اہمیت پر ایک علم عظیم

ارشاد فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا تو کیا صحابہ کو اجازت ملی کہ تم میرے گھر سے چپٹے رہنا ۔ کعبۃ اللہ سے زیادہ رسول اللہ کے

فیض کو اللہ نے اہمیت دی کہ جہاں میرا نبی جارہا ہے سب جاؤ ۔ ایک بھی یہاں نہیں رہے گا۔ اور پھر مکہ شریف فتح ہوجانے کے بعد بھی اللہ نے اجازت نہیں دی کہ اب تو مکہ شریف فتح ہوگیا ۔ اب تکلیف دہ ماحول نہیں رہا اب تم سب آجاؤ اور میرے کعبہ سے چپٹے رہو۔ نہیں ! میرے نبی کے قدموں سے چپٹے رہو۔ اللہ تم کو میرے نبی سے ملے گا۔ اس سے صحبت کی اہمیت ظاہر ہے۔

ایک عالم نے مکہ شریف میں میرے شیخ شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم سے پوچھا کہ بعد عصر حضرت شیخ الحدیث رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس ہوتی ہے تو میں مجلس میں حاضر ہوا کروں یا طواف کیا کروں ۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر کسی کی آنکھ میں تکلیف ہو تو وہ پہلے ڈاکٹر کے پاس جائے گا یا تلاوت کرے گا۔ اہل اللہ کی برکت سے اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور دل رذائل سے پاک ہوتا ہے پھر صاف دل سے کعبہ کی تجلیات کچھ اور نظر آتی ہیں ۔ جب گھر والے سے محبت ہوگی تب گھر کچھ اور نظر آئے گا۔

(بعد تراویح پونے گیارہ بجے شب مدینہ منورہ)

(۸۷) عشق کی لوڈشیڈنگ

ارشاد فرمایا کہ کراچی میں ایک کالج کے پرنسپل نے کہا کہ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے کہ مجھ کو عقل اہل فرنگ یعنی اہل مغرب سے ملی ہے اور عشق مجھے صوفیاء سے ملا ہے ۔ میں نے کہا کہ ان کو عشق تو ملا لیکن عشق کامل نہ ملا ۔ ناقص ملا ورنہ چہرہ پر داڑھی ضرور آجاتی ۔ عشق کی بجلی تو آئی لیکن لوڈ شیڈنگ تھی جس کی وجہ سے گالوں کے ایر کنڈیشن نہیں چل سکے ۔ پرنسپل

صاحب کو یہ بات بہت پسند آئی اور کہا کہ یہ بہت عمدہ عنوان ہے کیونکہ اس میں ان کی اہانت بھی نہیں ہے۔ ان کے عشق کو بھی آپ نے تسلیم کرلیا اور یہ بھی بتادیا کہ بجلی کمزور تھی ورنہ شریعت کی اتباع کامل نصیب ہوجاتی۔

اس لئے اہل علم کو اپنے معلوم کو معمول بنانے کے لئے اہل عمل کی یعنی اللہ والوں کی صحبت ضروری ہے ورنہ معلومات رہیں گی معمولات نہ رہیں گے اور اگر معمولات ہوں گے تو ان میں اخلاص نہ ہوگا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اخلاص صرف اہل اللہ کی صحبت سے ملتا ہے۔

(۸۸) اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ کا عاشقانہ ترجمہ

ارشاد فرمایا کہ میرے علم کے دائرہ میں نہیں ہے کہ اور کسی نبی کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ اللہ رحمت نازل کرتا ہے اس نبی پر مگر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کا عاشقانہ ترجمہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی کا پیار کرتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی میرے نبی سے پیار کرو۔

اور فرمایا کہ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ حضرت شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی نے یوں فرمایا کہ پیار کرے اللہ محمد صاحب کا صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۸۹) زیادہ سننے اور کم بولنے کا ایک دلچسپ نکتہ

ارشاد فرمایا کہ اللہ نے زبان ایک دی ہے اور کان دو دئے ہیں لہذا شیخ کی صحبت میں سنو زیادہ اور بولو کم۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

شروع میں سالک کو بالکل شیخ کی بات سننی چاہیے ۔ جب بچے پیدا ہوتے ہیں تو ان کو زبان نہیں دی جاتی لیکن سنتے سنتے پھر وہ بالکل ماں باپ جیسی گفتگو کرنے لگتے ہیں ۔ جو شیخ کے حضور میں سراپا کان بن جاتا ہے اور دل کے کان سے بھی سنتا ہے ایک دن پھر وہ شیخ کی طرح بولنے لگتا ہے اور شیخ کا درد دل بھی پا جاتا ہے ۔

(۹۰) نسبت شیخ فنائیت کاملہ سے حاصل ہوتی ہے

ارشاد فرمایا کہ مثل مشہور ہے کہ گدھا اگر نمک کی کان میں گر جائے تو نمک بن جاتا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گدھا جب نمک میں گرتا ہے تو کچھ دن بعد مرجاتا ہے تب نمک بنتا ہے ۔ جب تک سانس لیتا رہے گا تو گدھے کا گدھا ہی رہے گا ۔ ہم شیخ کے پاس جاکر بھی اپنی انا کو باقی رکھتے ہیں اگر انا کو فنا کردیں تو جیسا شیخ ہے ویسے ہی ہوجائیں گے ۔ اس کی ساری نسبت منتقل ہوجائے گی ۔

(۹۱) ظلمات نفسانیہ کے اشتداد کا سبب

ارشاد فرمایا کہ اس زمانہ مین صرف بے داڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہیں ہلکی داڑھی والے حسین نوجوانوں کی طرف بھی نہ دیکھئے ۔ مولانا رومیؒ کے زمانہ میں صرف تین چار بال کافی تھے ۔ مثنوی میں واقعہ لکھا ہے کہ جس کے تین چار بال آجاتے تھے لوگوں کو اس سے احتیاط کرنی واجب نہیں رہتی تھی لیکن اس زمانہ میں حالات بالکل بدلے ہوئے ہیں کیونکہ سورج جب ڈوبتا ہے تو جیسے جیسے تاخیر ہوتی ہے اندھیرا بڑھتا جاتا ہے ۔ آفتاب عہد نبوت کے غروب میں جتنے فاصلے ہورہے ہیں نفس میں خباثت بڑھتی جارہی ہے اندھیرے بڑھتے جارہے ہیں ۔

تقاضائے معصیت میں اشتداد ہو رہا ہے۔

(۹۲) اجتناب عن المعاصی کا طریقہ غلبۂ حضوری مع الحق

ارشاد فرمایا کہ گناہ سے بچنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ اسباب گناہ کے پاس نہ رہے لہذا جس کے بیوی نہیں ہے یا ہے تو دور ہے یا انتقال کر گئی ہے یا جس کی شادی ہی نہیں ہوئی ان کے لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ وہ صرف جسم سے زمین پر رہیں قلب و جاں کے اعتبار سے زمین پر نہ رہیں بلکہ اپنے قلب و جاں کو اللہ سے چپکا کر ہر وقت عرش اعظم پر رہیں مثلاً اگر رن وے پر خطرناک حالات ہیں تو جہاز کو زمین پر اترنا جائز نہیں۔ فضا میں اڑتا رہے اسی طرح ایسے لوگوں کو ایسا غلبۂ حضوری مع الحق حاصل ہو کہ ان کی روح کا جہاز ہر وقت عرش اعظم کا طواف کرتا رہے تب وہ زمین کے حسینوں سے بچ سکتے ہیں اور یہ مقام کسی نہایت قوی النسبت شیخ سے تعلق کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔

(۹۳) ہے عجم اس کا پھر مدینے میں

ارشاد فرمایا کہ اے اہل عجم! اگر ہم تقویٰ اختیار کرلیں تو سنت کی اتباع کی برکت سے ہمارا عجم بھی عرب ہوجائے۔ میرا شعر ہے ؂

راہ سنت پہ جو چلے اختر
ہے عجم اس کا پھر مدینے میں

جو لوگ سنت کے متبع ہیں سمجھ لو کہ ان کا عجم بھی مدینہ پاک میں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے خوش ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ ایک شخص روزانہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا ہے لیکن زندگی سنت کے خلاف گذارتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ناراض ہیں اور ایک شخص کو کبھی زیارت نہیں ہوتی لیکن ایک ایک سنت پر جان دیتا ہے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خوش ہیں۔ محض زیارت سے کیا ہوتا ہے کیونکہ ابو جہل بھی تو دیکھتا تھا۔ بیداری میں دیکھنے والوں کو کیا ملا جن کو اتباع نصیب نہیں ہوئی۔ بس اس کی کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارا کوئی عمل سنت کے خلاف نہ ہو۔

(۹۴) محبت کی کرامت

ارشاد فرمایا کہ جب مکہ شریف فتح ہوگیا تو انصار مدینہ نے عرض کیا کہ ہمیں خطرہ ہے کہ آپ پھر دوبارہ یہاں تشریف نہ لے آئیں اور ہم آپ کی صحبت سے محروم ہوجائیں۔ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم سے ہماری جان لے لیں، ہمارا مال لے لیں، آبرو لے لیں ہم اپنی پوری کائنات آپ پر فدا کرنے میں سخی ہیں مگر آپ پر ہم سخی نہیں ہیں۔ آپ پر ہم انتہائی بخیل ہیں۔ سبحان اللہ! لفظ بخیل کا اتنا بہترین استعمال پوری کائنات میں صحابہ کے علاوہ اور کون کرسکتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے وحی الٰہی سے ہجرت کی ہے۔ اے انصار مدینہ اللہ کا یہی حکم ہے کہ میرا مرنا جینا تمہارے ساتھ ہوگا۔ یہ محبت کی کرامت ہے کہ جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر کی اور اپنا جان و مال فدا کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہمیشہ کے لئے انہیں دے دیا۔

(۹۵) تصوف کی حقیقت

ارشاد فرمایا کہ آج کل لوگوں نے چند وظیفوں پر، چند تسبیحات پر اور چند خوابوں اور مراقبات پر اور نفلی عبادات پر تصوف کی بنیاد رکھی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ قرآن پاک کا اعلان سن لیجیے کہ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ہمارے ولی صرف متقی بندے ہیں۔ تصوف کی حقیقت صرف تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا ہے۔ اگر اللہ والوں کے پاس رہنا ہے تو تقویٰ سیکھئے اور اگر یہ ارادہ نہیں ہے تو بلاوجہ وقت ضائع نہ کیجیے۔ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ یعنی معیت اہل اللہ سے مقصد کیا ہے؟ تقویٰ ہے۔ کیونکہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ میں تقویٰ کا حکم ہے اور کونوا مع الصادقین حصول تقویٰ کا طریقہ ہے۔

(۹۶) معیت صادقین کے دوام و استمرار پر استدلال

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کونوا مع الصادقین فرمایا ہے اور کونوا امر ہے اور امر بنتا ہے مضارع سے اور مضارع میں تجدد استمراری کی صفت ہوتی ہے جس کا مطلب ہوا کہ استمراراً اور دواماً اہل اللہ کے ساتھ رہو۔ کوئی زمانہ اہل اللہ سے مستغنی نہ رہو۔ لہٰذا اگر کسی کے شیخ کا انتقال ہوجائے تو اس کو فوراً دوسرے شیخ سے تعلق قائم کرنا چاہیے جیسے ڈاکٹر کا انتقال ہوجائے تو طبعی غم ہونا ہی چاہیے لیکن اب اس کی قبر پر جاکر کوئی انجکشن لگواسکتا ہے؟ فوراً دوسرا ڈاکٹر تلاش کرتے ہیں۔ اسی طرح جب شیخ کا انتقال ہوجائے تو اپنی اصلاح کے لئے دوسرا شیخ تلاش کیجیے۔ جس طرح جسمانی علاج زندہ ڈاکٹر ہی کرسکتا ہے روحانی اصلاح زندہ شیخ ہی سے ہوتی ہے۔

دیکھئے میرے مرشد شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے حکیم الامتؒ کے انتقال کے بعد خواجہ عزیزالحسن صاحب مجذوبؒ سے تعلق قائم کیا۔ ان کے انتقال کے بعد مولانا عبدالرحمن صاحبؒ سے تعلق کیا۔ ان کے انتقال کے بعد شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوریؒ کو پیر بنایا ان کے بعد شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے بعد مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ کتنے مشایخ بدلے۔ یہ لوگ ہیں جو دین کو خوب سمجھتے ہیں اور یہ ان کا کمال اخلاص ہے کہ ہمیشہ اپنے کو اہل اللہ کا محتاج سمجھا حالانکہ خود شیخ وقت ہیں۔

(۱۲ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۹۱ء منگل ۱۱ بجے صبح مدینہ منورہ)

(۹۰) مطلوب حقیقی رضاء حق ہے

ارشاد فرمایا کہ الحمد للہ ہم بلد رسول میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنا دین پھیلانا اتنا پسند ہے کہ ہجرت کرا کے کعبہ شریف کا ایک لاکھ کا ثواب چھڑوا دیا کہ میرا اسلام کمپیوٹرائزڈ مذہب نہیں ہے عاشقانہ مذہب ہے۔ ثواب کو مت دیکھو مجھ پر مرو۔ میں خوش ہو جاؤں تو تمہیں سب کچھ مل گیا۔ میرا خوش ہونا تمہارے لئے کروڑوں ثواب سے بہتر ہے اور ایک کروڑ ثواب کے ساتھ اگر میں کسی بات پر ناراض ہو جاؤں تو کہاں جاؤ گے۔ لہذا ثوابوں کی جوڑ باقی نہ کرو، یہ دیکھو کہ میرا حکم ہے کہ چلے جاؤ۔ وہاں سے میرا دین پھیلے گا ہمیں وہ زمین عزیز ہے جہاں سے ہماری محبت کا نشر فی العالم ہو۔ مولانا رومیؒ کتنے پیارے شخص ہیں فرماتے ہیں ؎

خوشتر از ہر دو جہاں آنجا بود

کہ مرا با او سر و سودا بود

اے دنیا والو! دونوں جہان میں جلال الدین رومیؒ کو وہ زمین سب سے زیادہ پسند ہے کہ جہاں میرے سر کا اللہ کی محبت سے سودا ہو رہا ہو۔

(۹۸) خون شہادت اور عظمت الٰہیہ

ارشاد فرمایا کہ جس دین کی اشاعت پر اللہ تعالیٰ نے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک بہانا گوارا کیا وہ دین عند اللہ کتنا قیمتی ہے۔ میں واللہ کہتا ہوں کہ کسی کافر کی کیا مجال تھی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خون بہاتا۔ فرشتہ ایک چیخ مارتا اور سب بے ہوش ہو جاتے مگر اللہ تعالیٰ کو دکھانا تھا کہ اگر سارے عالم کے درخت قلم بن جاتے اور سارے عالم کے سمندر روشنائی بن جاتے تو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ میری عظمت اور میری صفات کو یہ نہیں لکھ سکتے لہذا جب سارے عالم کے درختوں کے قلم اور ساری دنیا کے سمندروں کی روشنائی میری عظمتوں کی تاریخ لکھنے کے لئے ناکافی ہو گئی تب میں نے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے خون نبوت سے، اس خون نبوت سے جو تمام نبیوں کے خونوں کا سردار تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے خون شہادت سے اپنی عظمتوں کی تاریخ لکھوادی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون بہنا اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کی تاریخ سازی ہے۔ قیامت تک کے لئے ثابت ہو گیا کہ اللہ کتنا پیارا ہے جہاں پیغمبروں کے خون بہتے ہیں، جہاں صحابہ کی شہادتیں ہوتی ہیں، احد کے دامن میں ستر شہید بتا رہے ہیں کہ تم لوگ اپنی قربانیوں کو کیا سمجھتے ہو، اس دین پر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک بہہ گیا، ہم ستر ایک ہی دن میں شہید ہو گئے۔

لہذا ہم لوگ سوچیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون مبارک کے سامنے ہماری دولت کی کیا قیمت ہے۔ اگر کوئی مالدار اپنی ساری دولت اس دین پر فدا کردے تو اس دین کی عظمتوں کا حق ادا نہیں ہوسکتا، اگر کوئی عالم اپنی زندگی کی ہر سانس علم دین کی نشر واشاعت میں فدا کردے تو اس دین کی عظمتوں کا حق ادا نہیں ہوسکتا، اگر کوئی شہید اس دین پر اپنا خون بہادے تو اس دین کی عظمتوں کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ ہماری جان، ہمارا مال، ہمارا علم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک قطرۂ خون مبارک کے سامنے کیا حقیقت رکھتا ہے۔

(۹۹) دعا کا ایک جملہ دل سوز

مجلس کے آخر میں حضرت والا نے دعا فرمائی اور دعا کے آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا کہ اے رحمت بحرِ ذخار آپ کی رحمت کی ایک موج ہم پر نازل ہوجائے تو ہم سب کے بیڑے پار ہوجائیں۔

(۱۰۰) حی علی الصلوٰۃ کا عاشقانہ ترجمہ

ارشاد فرمایا کہ حی علی الصلوٰۃ کا عالمانہ ترجمہ ہے کہ آؤ نماز پر لیکن اس کا ایک عاشقانہ ترجمہ کرتا ہوں کہ موذن اعلان کررہا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اے میرے غلامو! جلدی جلدی وضو کرکے تیاری کرلو مولائے کریم اپنے غلاموں کو یاد فرمارہے ہیں۔ پانچ وقت یاد فرمانا کیا یہ محبت کی دلیل نہیں ہے۔ کسی کی اماں پانچ وقت بیٹے کو بلائے تو بیٹا ہر طرف گاتا پھرتا ہے کہ میری اماں کو مجھ سے بڑا پیار ہے، کئی دفعہ کہتی ہے کہ بیٹا دوکان سے آکر اپنے کو دکھا جایا کرو، ہم

تمہارے لئے تڑپتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کرم کی بارش کو دیکھو کہ دن میں پانچ دفعہ ہم کو بلاتے ہیں کہ میرے دربار میں آؤ اور مجھ سے باتیں کرو۔ نماز معراج المومنین ہے۔ مجھ سے ملاقات کرو اور میرے قدموں میں سر رکھ دو۔ ایک شاعر نے سجدہ کی یوں تعبیر کی ہے۔

پردے اٹھے ہوئے بھی ہیں ان کی نظر ادھر بھی ہے
بڑھ کے مقدر آزما سر بھی ہے سنگ در بھی ہے

اور میرا شعر ہے۔

کیا کہوں قرب سجدہ کا عالم
یہ زمیں جیسے ہے آسماں میں

(۱۰۱) جینے کا مقصد اللہ پر مرنا ہے

ارشاد فرمایا کہ کھانا پینا جینے کے لئے ہے، کپڑا پہننا جینے کے لئے ہے مکان جینے کے لئے ہے مگر ہمارا جینا اللہ پر مرنے کے لئے ہے۔ زندگی کا مقصد یہ ہے لیکن میں کہا کرتا ہوں کہ آج کل ہم نے اپنی زندگی کا مقصد یہ بنایا ہے کہ دستر خوان پر لے پلیٹ اور پیٹ میں سمیٹ اور فلیٹ میں لیٹ۔

(۱۰۲) نوآب اور آب نو

دوران گفتگو مزاحاً فرمایا کہ نوابوں کو میں آب نو دیتا ہوں کیونکہ وہ "نو" آب ہو چکے ہو۔ (NO انگریزی کا ہے) اب تمہارے پاس پانی کہاں ہے، ریاستیں ختم ہو گئیں۔

(۱۰۳) گناہوں کی کڑواہٹ

ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ نے عجیب بات فرمائی کہ جب بچہ دو سال کا ہوجاتا ہے اور اب ماں کا دودھ پینا اس کے لئے حرام ہوگیا تو ماں اپنی چھاتیوں پر نیم کی پتیاں پیس کر لگا لیتی ہے اب بچہ کو دودھ کڑوا معلوم ہوتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے۔ اللہ والوں کی صحبت سے گناہوں کے پستانوں پر آخرت کے عذاب اور قیامت کے یقین کی کڑوی پتیاں لگ جاتی ہیں پھر گناہ کڑوے معلوم ہوتے ہیں پھر اگر مفت میں بھی گناہ ملے تو وہ قبول نہیں کرتا۔

(۱۰۴) آغوشِ رحمتِ حق اصل پناہ گاہ ہے

ارشاد فرمایا کہ جس طرح ایک بچہ اپنی ماں کے سینہ سے لگ کر دودھ پیتا رہتا ہے اس کو اگر کوئی ماں کی گود سے چھیننا چاہے تو بچہ دونوں ہاتھ سے ماں کی گردن کو پکڑ لیتا ہے اور اپنی پوری طاقت سے ماں سے اور چپٹ جاتا ہے کہ مجھے کوئی ماں سے جدا نہ کردے۔ بس اختر کی یہی فریاد ہے کہ جب کوئی گناہ کے اسباب پیدا ہوں تو اپنے قلب و جاں سے اللہ سے چپٹ جائیے اور فریاد کیجئے کہ اے اللہ مجھے بچائیے، یہ شکلیں مجھے آپ کے قرب سے دور کرنا چاہتی ہیں۔ اور جب بچہ چلاتا ہے تو ماں اپنے بچہ کو بچانے کے لئے جان کی بازی لگا دیتی ہے لیکن ماں کی گود سے بچے چھینے جاسکتے ہیں کیونکہ وہ کمزور ہے لیکن اللہ کی حفاظت کی گود سے کوئی نہیں چھین سکتا، اللہ سے رو کر فریاد کرکے تو دیکھئے پھر دیکھئے کیسی مدد آتی ہے۔

(۱۰۵) جنوری کی وجہ تسمیہ

مزاحاً فرمایا کہ انگریزوں کو ، کافروں کو اللہ تعالیٰ نے جانور فرمایا ہے بلکہ جانور سے بدتر اولٓئک کالانعام بل ھم اضل اسی لئے ان کے سال کا آغاز جانوری سے ہوتا ہے ۔ اس جملہ سے سب حاضرین نہایت محظوظ ہوئے اور بے اختیار ہنس پڑے ۔

(۱۰۶) ہر ولی کی شان تفرد اور اس کی وجہ

ارشاد فرمایا کہ اللہ کی ذات بے مثل ہے ۔ ولم یکن لہ کفوًا احد اللہ کا کوئی مثل ، کوئی ہمسر اور برابری کرنے والا نہیں ہے ۔ پس جو اللہ کو پاگیا کیونکہ وہ حامل بے مثل ذات ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی ایک شان تفرد عطا فرماتے ہیں جو دوسروں میں نہیں ہوتی ۔ اس لحاظ سے اس خاص شان میں وہ بے مثل ہوجاتا ہے پس ہر ولی کے اندر ایک تفرد کی شان ہوتی ہے تاکہ وہ توحید کی علامت رہے

(۱۰۷) نسبت کی تعریف

ارشاد فرمایا کہ ایک خاص چیز جو اللہ والوں کو ملتی ہے اس کا نام نسبت ہے ۔ نسبت کے معنی ہیں کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو اور اللہ تعالیٰ کو بندہ سے تعلق ہو ۔ یک طرفہ تعلق کا نام نسبت نہیں ہے جیسے کہ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

خانہ داماد پر از شور و شر
خانہ دختر نہ بودے زو خبر

داماد کے گھر میں ڈھول بج رہا ہے کہ بادشاہ کی لڑکی سے میری شادی ہو رہی ہے اور لڑکی والے کو خبر بھی نہیں ۔ کسی نے پوچھا کہ یہ تمہارے گھر میں جو شور و شر ہو رہا ہے تو کیا بادشاہ راضی ہو گیا ہے ۔ اس نے کہا کہ دیکھو شادی جب ہوتی ہے کہ لڑکے والے اور لڑکی والے دونوں راضی ہو جائیں لہٰذا میں تو راضی ہوں ۔ میرا آدھا کام تو ہو گیا اسی پر ڈھول بجا رہا ہوں ۔ اسی طرح بعضے لوگ اپنے کو ولی اللہ سمجھتے ہیں لیکن اولیاء کے رجسٹر میں ان کا نام بھی نہیں ہوتا ؎

قوم یدعون وصال لیلیٰ

ولیلیٰ لا تقربھم بذاك

ایک قوم ہے جو دعویٰ کرتی ہے کہ لیلیٰ کے یہاں بہت بڑے عاشقوں میں ہمارا شمار ہے اور لیلیٰ کے رجسٹر میں ان کا نام بھی نہیں ہے ۔

تو نسبت یک طرفہ محبت کا نام نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے محبت ہو یہ یحبھم ہے و یحبونہ اور بندوں کو اللہ سے محبت ہو ۔ دونوں طرف سے محبت ہو اس کا نام نسبت ہے ۔ اور نسبت عطا ہوتے ہی بندہ ولی اللہ ہو جاتا ہے ۔

(۱۰۸) نسبت کی علامات اور اس کی چند مثالیں

ارشاد فرمایا کہ حکیم الامت مجدد الملت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ہے کہ خدا جس کو نسبت عطا کرتا ہے اس کو خود احساس ہو جاتا ہے کہ آج میں صاحب نسبت ہو گیا جیسے جب کوئی بالغ ہو جاتا ہے تو اس کو پتہ چل جاتا ہے ۔ رگ رگ میں ایک نئی جان آجاتی ہے ۔

اور دوسری مثال یہ ہے کہ جس ہرن میں مشک پیدا ہوجاتا ہے اس کو پتہ چل جاتا ہے کہ میرے نافہ میں مشک پیدا ہوگیا ہے۔ پھر وہ سوتا نہیں ہے کھڑے کھڑے اونگھ لیتا ہے اور چوکنا رہتا ہے کہ کہیں کوئی میرا مشک نہ چھین لے۔ اسی طرح جس کو نسبت مع اللہ عطا ہوجاتی ہے وہ ہر وقت اپنے قلب و نظر کو بچاتا ہے، ہر وقت چوکنا رہتا ہے کہ کہیں کوئی حسین نہ آجائے جو میرے ایمان کو چھین لے۔

نہ کوئی راہ پاجائے نہ کوئی غیر آجائے
حریم دل کا احمد اپنے ہر دم پاسباں رہنا

جس کو اپنے قلب کی پاسبانی کی توفیق نہ ہو سمجھ لو کہ ابھی اس کے دل کو نسبت کا مشک عطا نہیں ہوا۔ میرے ایک دوست نے کہا کہ جس مکان میں دولت ہوتی ہے اس میں مضبوط تالہ لگاتے ہیں۔ جس کے دل میں نسبت مع اللہ کی دولت ہوتی ہے وہ آنکھوں کا تالہ مضبوط لگاتا ہے یعنی نظر کی حفاظت کرتا ہے اور جو نظر کی حفاظت نہیں کرتا یہ دلیل ہے کہ اس کا دل ویران ہے، اس میں نسبت کا خزانہ نہیں۔

(۱۰۹) کیفیت عطاء نسبت اور اس کی مثال

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ نسبت اچانک عطا ہوتی ہے بتدریج عطا نہیں ہوتی جیسے جب کوئی بالغ ہوتا ہے تو یہ نہیں کہتا کہ آج میں ایک آنہ بالغ ہوگیا کل دو آنہ ہوا، پرسوں چار آنہ بالغ ہوا۔ ایک سیکنڈ میں بالغ ہوتا ہے ایسے ہی نسبت خاصہ آن واحد میں عطا ہوتی ہے البتہ جس طرح بچہ غذا

کھاتا رہتا ہے جس سے رفتہ رفتہ جسم میں طاقت آتی ہے اور بالغ ہونے میں وقت لگتا ہے لیکن جب بلوغ ہوتا ہے تو اچانک ہوتا ہے اسی طرح جو وقت لگتا ہے وہ ذکر میں لگتا ہے رفتہ رفتہ روح میں ذکر کے انوار سے طاقت آتی رہتی ہے ۔ پھر اپنے وقت پر نسبت مع اللہ اچانک عطا ہوجاتی ہے ۔

اس کی ایک مثال اور بھی ہے کہ جیسے کوئی دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے ۔ رک جاتا ہے پھر کھٹکھٹانے لگتا ہے آخر گھر والے کو رحم آجاتا ہے اور اچانک دروازہ کھول کر سامنے آجاتا ہے ۔ ایسا نہیں ہوتا کہ پہلے تھوڑا سا سر نکالے پھر ناک، پھر کان نکالے، پھر ہاتھ نکالے ۔ اسی طرح نسبت بھی اچانک عطا ہوتی ہے تدریجاً نہیں ۔ اسی کو مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ؎

گفت پیغمبر کہ چوں کوبی درے
عاقبت بینی ازاں درہم سرے

پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم کسی دروازہ کو برابر کھٹکھٹاتے رہوگے تو ایک دن دروازہ ضرور کھلے گا اور دروازہ سے کوئی سر ضرور نمودار ہوگا ۔ جو لوگ اللہ اللہ کررہے ہیں وہ گویا اللہ کے دروازہ کو کھٹکھٹا رہے ہیں ۔ ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ الذاکر کالواقف علی الباب جس کو ذکر کی توفیق ہوگئی گویا وہ اللہ کے دروازہ تک پہنچ گیا ۔ بس ایک دن اللہ کو رحم آجائے گا کہ میرا بندہ کتنے دن سے میرا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے ۔ خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں ؎

کھولیں وہ یہ نہ کھولیں در اس پہ ہو کیوں تری نظر
تو تو بس اپنا کام کر یعنی صدا لگائے جا

ہمارا کام اللہ اللہ کرنا ہے، اپنا دروازہ کھول کر اپنا نور نسبت داخل کرنا یہ ان کا کام ہے

(۱۱۰) حق تعالیٰ کی اپنے خاص بندوں سے محبت کی دلیل

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کی چال تک کو قرآن پاک میں نازل فرمایا کہ یمشون علی الارض ھونًا میرے خاص بندے زمین پر تواضع کے ساتھ چلتے ہیں۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت کی دلیل نہیں ہے۔ جس کو اپنے بیٹے سے بہت محبت ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ دیکھو ہمارا بیٹا کیسے چلتا ہے۔ عباد الرحمٰن یمشون علی الارض ھونا اس پوری سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رفتار، گفتار، کردار و اطوار کو بیان فرمایا ہے جو بندوں سے اللہ تعالیٰ کی انتہائی محبت کی دلیل ہے۔

(بعد تراویح مدینہ طیبہ ۱۱ بجے شب)

(۱۱۱) قرآن پاک سے ختم نبوت کی عجیب و غریب دلیل

ارشاد فرمایا کہ ختم نبوت کی ایک عجیب و غریب دلیل ایک عالم نے دی۔ کسی نے کہا کہ اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آسکتا اس کی کیا دلیل ہے۔ فرمایا کہ اس کی دلیل تو پہلے پارہ ہی میں ہے والذین یومنون بما انزل الیک جو کچھ آپ پر وحی نازل ہوئی اس پر ایمان لاتے ہیں وما انزل من قبلک اور آپ سے پہلے جو نازل ہوئی اس پر ایمان لاتے ہیں۔ یہی دلیل ہے کہ نبوت ختم ہوگئی کیونکہ آگے اللہ نے یہ تو نہیں فرمایا کہ آپ کے بعد جو وحی نازل ہوگی اس پر بھی ایمان لائیں گے۔ یہی دلیل ہے کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(۱۱۲) مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا عالمانہ جواب

فرمایا کہ کسی نے حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں ہر چیز کا ذکر ہے تو بتائیے کہ ہوائی جہاز کا ذکر کہاں ہے۔ فرمایا کہ و یخلق مالا تعلمون اور اللہ آئندہ ایسی ایسی چیزیں پیدا کرے گا جس کو تم نہیں جانتے ہو۔ اس میں ہوائی جہاز بھی شامل ہے اور آئندہ بھی جتنی ایجادات قیامت تک ہوں گی سب اس میں شامل ہیں۔

(۱۱۳) زائرین حرمین شریفین کے لئے نہایت مفید مشورہ

فرمایا کہ بزرگوں نے لکھا ہے کہ مدینہ شریف سے یا مکہ شریف سے جب جاؤ تو غمزدہ جاؤ، روتے ہوئے جاؤ، رونا نہ آئے تو رونے والوں کی سی شکل بنالو۔ پہاڑوں سے بھی کہو "

یا جبال المدینہ یا جبال المدینہ

نحن بفراقکن حزینا حزینا

یہ میرا شعر ہے کہ اے مدینہ شریف کے پہاڑو ہم تمہاری جدائی سے غمگین ہیں روضہ مبارک کو للچائی نظروں سے دیکھتے جاؤ۔ اس طرح جلدی واپس جانا بہتر ہے اس سے کہ اگر ذرا سی کوئی تکلیف پہنچے تو دن گنتے رہو کہ کب واپس جانا ہے، کیوں ہم زیادہ رہ گئے۔ یہاں رہنا اور یہاں کی تکلیفوں میں بھی مزہ آنا یہ بڑے عاشقوں کا کام ہے۔ ہم لوگ پہلوانی نہ دکھائیں۔ لہٰذا اتنا رہو کہ دل نہ بھرے اور پیاس لے کر واپس جاؤ کہ کاش ابھی اور رہتے۔ ایک نواب صاحب نے حاجی امداداللہ صاحبؒ کو لکھا کہ حضرت اگر اجازت ہو تو ریاست چھوڑ چھاڑ کے

میں بھی مکہ شریف میں آپ کے پاس آجاؤں۔ حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ نہیں آپ یہاں آتے جاتے رہیں، مستقل نہ آئیں۔ کیونکہ یہ بہتر ہے کہ آپ کا جسم ہندوستان میں رہے اور دل یہاں مکہ شریف میں رہے۔ بجائے اس کے کہ جسم یہاں رہے اور دل ہندوستان میں رہے۔

(۱۱۴) دین کی عظمت

فرمایا کہ اے مدینہ منورہ میں رہنے والو! سن لو۔ اسی احد پہاڑ پر جب جنگ ہوئی ہے تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک اتنا بہا کہ چہرہ مبارک لہو لہان ہوگیا اور آپ خون کو پوچھتے جارہے تھے اور فرماتے جارہے تھے کہ اس قوم کا کیا حال ہوگا جو اپنے نبی کو لہو لہان کرتی ہے۔ سوچئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بزنس و تجارت کے لئے یہ خون نہیں بہایا تھا، کسی سلطنت کے لئے نہیں بہایا تھا۔ دنیا کی کسی غرض سے نہیں خالص اس لئے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو اور دین پھیل جائے۔ جس دین پر خون نبوت بہا ہے اس دین پر تاجر اگر اپنے پسینہ کی کمائی فدا کردیں۔ بادشاہ اپنے تاج و تخت فدا کردیں، علماء اپنی زندگیوں کو اس دین پر قربان کردیں تو حق ادا نہیں ہوسکتا کیونکہ ہمارا علم اور ہمارا مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خون سے زیادہ قیمتی نہیں ہوسکتا لہٰذا اپنی قسمت پر اور دین کی خدمت کی توفیق پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرو کہ اے اللہ آپ کا احسان ہے کہ آپ نے دین کی خدمت کی ہمیں توفیق دی۔ اپنے کرم سے اسے قبول فرمالیجئے۔

"

(۱۱۵) منطق کے مسئلہ کی آسان و دلچسپ تفہیم

فرمایا کہ ایک دفعہ بنگلہ دیش میں حضرت والا ہردوئی اور حافظ جی حضور کے ساتھ میں بھی حاضر تھا ۔ میں نے عرض کیا کہ منطق کا یہ مسئلہ بشرط شئ اور بشرط لا شئ اور لابشرط شئ کو اکثر اساتذہ نہ خود سمجھتے ہیں نہ شاگرد سمجھ پاتے ہیں لیکن میں اس کو ایک ایسی مثال سے سمجھاتا ہوں کہ اہل علم بہت جلد سمجھ جاتے ہیں۔ فرمایا کہ کیسے سمجھاتے ہو؟ میں نے کہا کہ اگر کوئی کسی کو دعوت دے اور وہ کہہ دے کہ میں آپ کی دعوت قبول کروں گا بشرطیکہ آپ شامی کباب کھلائیں گے اس کا نام دعوت بشرط شئ ہے اور اگر یہ کہہ دے کہ سب کچھ کھلانا بڑا گوشت نہ کھلانا تو بڑا گوشت نہ کھلانے کی جو شرط لگادی اس کا نام ہے دعوت بشرط لا شئ اور اگر یہ کہہ دے کہ جو چاہو کھلاؤ جو چاہو نہ کھلاؤ ہماری کوئی شرط نہیں تو اس کا نام ہے دعوت لابشرط شئ ہے ۔ یہ سن کر دونوں بزرگ ہنسے اور فرمایا کہ تم نے تو اس مثال سے وہ سبق دیا جو خواص و عوام سب کو محبوب ہے ۔

(۱۱۶) طریق وصول الی اللہ کی تمثیل ہوائی جہاز سے

فرمایا کہ اللہ کا راستہ جلد طے کرنے کے لئے اور اللہ والا بننے کے لئے چند چیزیں ضروری ہیں جس طرح ہوائی جہاز اڑانے کے لئے چند چیزیں ضروری ہوتی ہیں ۔ (۱) رن وے ہو ۔ اسی طرح اللہ تک پہنچنے کی لئے شریعت و سنت کا راستہ ہو ۔ یہ اس کا رن وے ہے ۔ (۲) جہاز کا کوئی پائلٹ ہو۔ یہ پیر ہے ۔ کسی سچے مرشد سے تعلق قائم کیجئے ۔ (۳) پائلٹ مخلص ہو ۔ پیٹو اور چکر باز نہ ہو ورنہ

بجائے جدہ لانے کے ماسکو لے جائے گا۔ جعلی پیر جنت کے بجائے دوزخ پہنچادے گا۔ (۴) جہاز کے ٹیک آف کرنے کے لئے پٹرول بہت زیادہ چاہیے کیونکہ جہاز مٹی کے اجزاء سے ہے۔ لوہا پیتل وغیرہ یہ سب زمین کی چیزیں ہیں اور ہر چیز اپنے مرکز اور مستقر سے وابستہ رہنا چاہتی ہے لہٰذا جہاز کو اس کی فطرت کے خلاف فضا میں اڑانے کے لئے بہت زیادہ پٹرول کی ضرورت ہے۔ جسم مٹی کا ہے۔ اپنی فطرت سے یہ مٹی کی چیزوں پر فدا ہونا چاہتا ہے۔ اس کو اللہ کی طرف اڑانے کے لئے محبت کا بہت زیادہ پٹرول چاہیے۔ اتنی زیادہ اسٹیم ہو کہ ہم اُڑ جائیں ؎

جسم کو اپنا سا کر کے لے چلی افلاک پر
اللہ اللہ یہ کمال روح جولاں دیکھئے

محبت کی یہ اسٹیم اہل اللہ کی مصاحبت، ذکر اللہ پر مداومت، نفس کی مخالفت یعنی گناہ اور اسباب گناہ سے مباعدت سے نصیب ہوتی ہے۔ اس کے بعد پانچویں شرط یہ ہے کہ جہاز کے پٹرول کی ٹنکی پر جہاں اسٹیم بن رہی ہے کوئی دشمن فائر کر کے سوراخ نہ کردے ورنہ جہاز کے پرخچے اُڑجائیں گے لہٰذا بدنظری کے شیطانی زہریلے تیر سے روح کے جہاز میں سوراخ نہ ہونے دیجئے کسی حسین کو مت دیکھئے، دل میں غیر اللہ کا کوئی بم نہ آنے دیجئے گناہ کا ارتکاب کرنا قلب روح کے جہاز میں جو خدا کی طرف اُڑ رہا ہے سوراخ کرنا ہے جس سے ساری ترقی خاک میں مل جائے گی اور اللہ تک پہنچنا ناممکن ہوجائے گا۔

(۱۵ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۳ جنوری ۱۹۹۳ء جمعرات بعد تراویح شب ۱۰ بجے جدہ)

(۱۱۷) تمام کائنات کے حسن سے زیادہ حسین کیا چیز ہے

فرمایا کہ کائنات کے تمام حسینوں سے زیادہ حسین اللہ تعالیٰ کی طرف، خالق لیلائے کائنات کی طرف بلانا ہے کیونکہ وہ مولائے کائنات ہی تو خالق نمکیات لیلائے کائنات ہے۔ تمام کائنات کے حسینوں کا حسن اس کی ادنیٰ سی بھیک ہے جس پر لوگ پاگل ہورہے ہیں لیکن چند دن کے بعد جب وہ نمک جھڑ گیا اور حسین قبروں میں لیٹ گئے تو پھر پچھتاتے ہیں کہ آہ ہم کہاں عکس پر فدا ہوئے اور ایام زندگی ضایع کئے۔ اس لئے سارے حسینوں سے حسین وہ الفاظ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے میں استعمال ہوں اور اس کی دلیل آج پہلی بار ابھی عطا ہوئی جس کی طرف کبھی زندگی میں ذہن نہیں گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ اس شخص کے قول سے زیادہ حسین کوئی چیز کائنات میں نہیں ہے جو اللہ کی طرف بلا رہا ہے۔ ساری دنیا کے حسین ایک طرف لیکن میری طرف، میری محبت کی طرف بندوں کو بلانا اور میری محبت کو سارے عالم میں نشر کرنا یہ سارے حسینوں سے احسن ہے کیونکہ مولیٰ سے بڑھ کر کوئی احسن نہیں اور ان کی محبت کی باتیں سنانے سے بہتر کسی کا کوئی قول نہیں۔ اے حسینوں کے چکر میں رہنے والو اگر تم کو حسن پرستی ہی کا ذوق ہے تو ہم تمہیں سارے حسینوں سے احسن چیز پیش کررہے ہیں کہ جہاں کہیں ہماری محبت کی بات نشر کی جارہی ہو اس کو سنو یا تمہیں اللہ تعالیٰ یہ مقام عطا فرمادے اور اتنا درد عظیم تمہارے قلب میں پیدا ہو کہ تم دعوت

الی اللہ کا کام شروع کردو تو مولائے کائنات کی خوشبو پا کر تم ساری لیلائے کائنات سے بے نیاز ہوجاؤ گے۔ احسن اسم تفضیل ہے۔ حسین سے افضل ہے لہذا جب کبھی نفس میں حسینوں کی جستجو پیدا ہو تو احسن کام میں لگ جایا کرو۔ جب احسن سامنے ہوگا تو حسین کی طرف توجہ نہ ہوگی۔

(۱۱۸) ناقابل بیان لذت

فرمایا کہ اپنے خزانہ نمک سے ایک ذرہ نمک لیلیٰ کے چہرہ پر ڈال دیا اور قیس پاگل ہوگیا تو خود وہ مولائے کائنات جو سارے عالم کی لیلاؤں کو نمک عطا فرماتا ہے جب کسی کے قلب میں نسبت خاصہ سے متجلی ہوتا ہے تو اس کے قلب کے عالم کا کیا عالم ہوتا ہے اس کو کوئی بیان نہیں کرسکتا۔ بس اتنا ہی کہہ سکتا ہے جو خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ؎

بس ایک بجلی سی پہلے کوندی پھر اس کے آگے خبر نہیں ہے
مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑگئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

اور مولانا رومیؒ نے فرمایا ؎

نہ من مانم نہ دل مانم نہ عالم
اگر فردا بدیں خوبی در آئی

اے خدا اگر حالت ذکر میں ایسی قوی تجلی پھر وارد فرمائیں گے تو نہ میں رہوں گا نہ دل رہے گا نہ یہ عالم رہے گا۔

(۱۱۹) رمضان المبارک کے چار احکام اور ان کے اسرار

فرمایا کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ رمضان کے اس مبارک مہینہ میں چار عمل زیادہ کرو (۱) لا الٰہ الا اللہ کی کثرت کیونکہ باطل خداؤں کو دل سے نکالنا رمضان میں آسان ہے کیونکہ پیٹ میں جب چارہ نہیں ہے تو نفس بے چارہ کیسے اچھلے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے حکم کی برکت سے تم کو حلال چیزوں سے بھی محفوظ فرمادیا تو حرام چیزوں کی عادت کیسے رہے گی۔ مشق ترک حلال سے حرام سے بچنا آسان ہوجائے گا۔

دوسرا حکم ہے استغفار کی کثرت تاکہ بطن روٹی نہ کھانے سے پاک ہوجائے اور بلغم وغیرہ جل جائے اور باطن استغفار سے پاک ہوجائے اور استغفار سے مراد یہ ہے کہ ہم تم کو اپنا ولی بنانا چاہتے ہیں کیونکہ روزہ کا مقصد تقویٰ ہے جیسا کہ لعلکم تتقون سے ظاہر ہے اور متقی ہی ہمارے اولیاء ہیں ان اولیاءہ الا المتقون تو استغفار کا حکم اس لئے ہے کہ تمہارا شمار متقیوں میں ہوجائے۔

اور تیسرا حکم ہے کہ جنت کا سوال کرو کیونکہ جنت ہمارے دوستوں کی جگہ ہے اور چوتھا حکم ہے کہ دوزخ سے پناہ مانگو کیونکہ دوزخ ہمارے دشمنوں، غافلوں اور سرکشوں کی جگہ ہے۔

(۱۲۰) اہل اللہ کی خوشبوئے نسبت مع اللہ کا ادراک

فرمایا کہ اگر ذوق صحیح ہو تو اللہ والوں کے پاس جنت کا مزہ آنے لگتا ہے بلکہ

اللہ تعالیٰ کے قرب کا مزہ آنے لگتا ہے۔ جہاں عطر والا ہو اور عطر کو چھپائے ہوئے ہو تو بھی عطر کی خوشبو چھپ نہیں سکتی، جیب سے باہر چلی جاتی ہے۔ اسی کو مولانا اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

جمال اس کا چھپائے گی کیا بہار چمن
گلوں سے چھپ نہ سکی جس کی بوئے پیراہن

اللہ والے لاکھ چھپائیں مگر ان کے قلب میں نسبت مع اللہ کی جو خوشبو ہے وہ ظاہر ہو کے رہتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ ذوق صحیح ہو۔ جس کی ناک میں زکام سے سڑا ہوا بلغم ہو اس کو گلستاں میں بھی بدبو ہی محسوس ہوگی۔ اس لئے جن کے دل میں گناہوں کا، دنیا کی محبت کا سڑا ہوا بلغم ہے وہ اللہ والوں سے بیزار رہتے ہیں کیونکہ اپنے باطن کی بدبو سے ان کو اللہ والوں کے پاس اللہ کی خوشبو محسوس نہیں ہوتی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی کے لئے تقویٰ کا حکم دیا ہے کہ گناہوں کی گندگی میں تم میری خوشبو کو محسوس نہیں کرسکتے ہو اور میں لطیف ہوں گندی حالت میں تم کو کیسے پیار کروں یعنی قرب خاص۔ نسبت خاصہ گناہوں کی حالت میں نصیب نہیں ہوسکتی۔

(شب ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۹۷ء بروز جمعہ جدہ)

(۱۲۱) اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ الخ کی عاشقانہ تقریر

فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر میں پڑھنے کے لئے یہ دعا سکھائی اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی آپ نے پہلے اللہ تعالیٰ کی ثناء و تعریف فرمائی کیونکہ ثناء الکریم دعاء، کریم کی تعریف کرنا اس سے

مانگنا ہے اور جو چیز کریم سے لینی ہوتی ہے اسی صفت کی تعریف کرتے ہیں چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کو معافی دلوانی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ کی صفت عفو کا واسطہ دیا اللھم انك عفو کریم ای انك انت کثیر العفو اے اللہ آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور کریم کیوں فرمایا تاکہ امت کے گنہگار بندے بھی محروم نہ رہیں کیونکہ کریم کے معنی ہیں الذی یعطی بدون الاستحقاق والمنۃ کریم وہ ہے جو نالائقوں پر بھی فضل فرمادے اگرچہ استحقاق نہ بنتا ہو۔ تو کریم فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گنہگاروں کو مایوسی سے بچالیا کہ تم مانگو، تمہارا پالا کریم مالک سے ہے جو بدون استحقاق اپنے نالائقوں کو بھی عطا فرماتا ہے تحب العفو کی شرح ہے کہ انت تحب ظھور صفت العفو علیٰ عبادك اپنے بندوں کو معاف کرنا یہ عمل آپ کو بہت محبوب ہے فاعف عنا پس ہم کو معاف کردیجئے، اپنا محبوب عمل ہم گنہگاروں پر جاری فرما کر ہمارا بیڑا پار کردیجئے۔

کعبہ شریف میں جا کر یہ دعا مانگنے کا بہترین موقع ہے کہ اے اللہ ہم اپنے اپنے ملکوں سے آئے ہیں آپ کو کریم جان کر۔ ہر آدمی جب بادشاہ کے پاس جاتا ہے تو کوئی تحفہ لے کر جاتا ہے۔ اپنے اپنے ملکوں سے آپ کے پاس ہم اپنے گناہوں پر ندامت اور توبہ و استغفار اور طلب معافی کی درخواست کا تحفہ لائے ہیں تاکہ آپ ہم کو معاف کر کے اپنی صفت عفو کا ہم پر ظہور فرما کر اپنا محبوب عمل ہم پر جاری فرمادیں کیونکہ ہم نالائقوں کے پاس آپ کے لائق اس سے بہتر کوئی تحفہ نہیں مگر یہ تحفہ ہم نے آپ کے رسول سرور عالم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا جن سے زیادہ آپ کا کوئی مزاج شناس نہیں۔

(آج سے چند سال پہلے جنوبی افریقہ سے واپس ہوتے ہوئے عمرہ کے لئے مکہ شریف کے راستہ میں بھی حضرت والا نے یہ مضمون بیان فرمایا تھا۔ جنوبی افریقہ کے چند علماء بھی ہمراہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ عمرہ کے سفر میں اس بار جو مزہ آیا وہ زندگی بھر کبھی نہیں آیا تھا اور یہ دعا بھی ہم اکثر پڑھتے تھے لیکن حضرت والا نے جس انداز میں تشریح فرمائی وہ ہمارے حاشیۂ خیال میں بھی نہیں گذری تھی۔ جامع)

(۱۲۲) تکمیل لا الٰہ

فرمایا کہ اللہ جب ملتا ہے جب لا الٰہ کی تکمیل ہو۔ جو غیر اللہ سے جان نہ چھڑاسکا وہ کیسے اللہ کو پائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے کلمہ اور ایمان کی بنیاد میں لا الٰہ کو مقدم کیا ہے کہ میں خالق عطر عود ہوں لیکن تم غیر اللہ کی نجاست اور غلاظت کے ساتھ میری خوشبوئے قرب چاہتے ہو۔ یہ ناممکن ہے پہلے لا الٰہ کی تکمیل کرو۔ پتھروں کے الٰہ سے تو تم کلمہ کر برکت سے بچ گئے لیکن جو چلتے پھرتے الٰہ ہیں یعنی حسین صورتیں ان سے تم نے کہاں اپنے دل کو بچایا۔ یہ بھی الٰہ باطل ہیں

اور اس کی دلیل یہ آیت ہے اَفَرَاَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے ان کو دیکھا جو اپنے نفس کی خواہش کو خدا بنائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ غض بصر کا حکم دے رہے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدنظری کو آنکھوں کا زنا فرمارہے ہیں لہذا یہ حسین شکلیں بھی الٰہ باطل ہیں ان کو بھی دل سے نکالو تب لا الٰہ کی تکمیل ہوگی۔ تکمیل لا الٰہ کے بغیر الا اللہ کی تجلیات سے تمہارا قلب محروم رہے گا۔

(۱۲۳) تقویٰ کا مفہوم

فرمایا کہ تقویٰ کا مفہوم یہ ہے کہ جن باتوں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں ان باتوں کے تقاضوں کے باوجود ان پر عمل نہ کرکے بندہ غم اٹھالے اور زخم حسرت کھالے اسی کا نام تقویٰ ہے اور اسی سے اللہ ملتا ہے۔ اس پر میرے دو شعر سنئے

زخم حسرت ہزار کھائے ہیں
تب کہیں جا کے ان کو پائے ہیں
ان حسینوں سے دل بچانے میں
میں نے غم بھی بڑے اٹھائے ہیں

(۱۲۴) منتہائے اولیاء صدیقین تک پہنچنے کی تدبیر

فرمایا کہ منتہائے اولیائے صدیقین تک پہنچنے کی تدبیر یہ ہے کہ اللہ والوں کی صحبت سے، ذکراللہ سے، مجاہدہ سے اور نفس پر گناہ سے بچنے کا غم اٹھانے سے ہم کو اتنا ایمان و یقین اللہ تعالیٰ عطا فرمادے کہ ہماری زندگی کی ہر سانس اللہ پر فدا ہو اور ایک سانس بھی ہم اللہ کو ناراض نہ کریں اور اگر کبھی خطا ہوجائے تو آنسوؤں سے سجدہ گاہ کو تر کردیں اور اتنا روئیں کہ وہ خطا سبب عطا ہوجائے۔

(خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی مورخہ ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۵ جنوری ۹۶ء بروز ہفتہ بعد عصر ساڑھے پانچ بجے شام۔ آج صبح حضرت والا کے ساتھ ہم لوگ کراچی پہنچے۔ عصر کے بعد حضرت والا تھوڑی دیر خانقاہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت کے چند ارشادات)

(۱۲۵) تعلیم اعتدال و حفظ مراتب

فرمایا کہ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال کا شعر ہے ؎

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

میرے مرشد حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ دوسرے مصرع میں مضمون ناتمام ہے کیونکہ اس میں خدا کی ضرورت ہی نہیں معلوم ہوتی۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ خالی رسول مل جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ مصرع یوں ہونا چاہیے تھا کہ ؎

صدیق کے لئے ہے خدا و رسول بس

واؤ لگاؤ تاکہ خدا بھی ملے رسول بھی ملے۔ دیکھئے بعض رشتہ داروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ستایا اور دل وجان سے آپ پر فدا رہے مگر اللہ پر ایمان نہیں لائے تو صرف رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے کافی نہیں ہوئے۔ خالق اور مالک کو نظر انداز کرنا کون سی وفاداری ہے اللہ تعالیٰ کی مہربانی و کرم نے ہی تو ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ؎

بآں رحمت کہ وقف عام کردی
جہاں را دعوت اسلام کردی

اس رحمت کے صدقہ میں کہ جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے پورے جہان کو دعوت اسلام دی۔

بحق آں کہ او جان جہان است
فدائے روضہ اش ہفت آسمان است

صدقہ میں اس پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جو پوری کائنات کی جان ہیں کیونکہ آپ نہ ہوتے تو جہان بھی نہ ہوتا آپ کے روضۂ مبارک پر ساتوں آسمان فدا ہورہے ہیں۔

(۱۲۶) ظرافت میں فیضان علوم

فرمایا کہ مدینہ منورہ میں ہمارے ایک ساتھی نے پوچھا کہ بلبل پھول پر اور پروانہ چراغ پر فدا ہے تو ان دونوں میں افضل کون ہے۔ میں نے کہا کہ دونوں جانور ہیں۔ اس جواب پر وہ اتنا ہنسے کہ ہنسی رک نہیں رہی تھی۔ افضل اور غیر افضل ہونے کے لئے کم از کم اس کو انسان تو ہونا چاہیے۔ انسان ہو، مومن ہو، متقی ہو عالم ہو تو اس میں پوچھا جائے کہ مثلاً یہ عالم افضل ہے یا وہ عالم افضل ہے۔ اسی لئے میں نے جواب میں کہہ دیا کہ دونوں جانور ہیں ولی اللہ نہیں ہیں۔ ولی اللہ ہونے کے لئے انسان ہونا شرط ہے۔ پھر ایمان شرط ہے پھر تقویٰ شرط ہے۔ اسی لئے فرشتوں کو متقی کہنا جائز نہیں۔ فرشتے معصوم ہیں بے گناہ ہیں لیکن متقی وہ ہوتا ہے کہ دل میں گناہ کا تقاضا پیدا ہو پھر اس تقاضے کو روکنے کا غم اٹھائے اور اللہ کو ناراض نہ کرے اور فرشتوں کو گناہ کا تقاضا ہوتا ہی نہیں۔ جبرئیل علیہ السلام اگر دنیا میں آجائیں اور معلوم ہو کہ ایک لڑکی حسن میں دنیا بھر میں اول آئی ہے تو ان کو ذرا بھی اس کو دیکھنے کا تقاضا نہ ہوگا۔ اب یہاں افضل اور غیر افضل کا سوال ہوسکتا ہے۔ تو حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ خواص مؤمنین خواص ملائکہ سے افضل ہیں اور عوام مومنین عوام ملائکہ سے افضل ہیں۔

(۱۲۷) الحاق بالصالحین کی کرامت

فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ بزرگان دین کے پاس جانے سے کیا ہوتا ہے۔ ایک علم عظیم ابھی ابھی عطا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے، بزرگوں کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ میں سوچتا نہیں ہوں، دل میں خود بخود آجاتا ہے۔ کعبہ شریف کے آس پاس جہاں بیت الخلاء تھے آج مسجد الحرام کی توسیع میں وہ توڑ پھوڑ کر کعبہ شریف میں داخل کردیئے گئے اور الحاق کی برکت سے آج اسی زمین پر ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کامل رہا ہے اور وہ اللہ کا گھر قرار دیا جارہا ہے۔ تو جب بیت الخلاء جیسی نجس اور غلیظ اور حقیر چیز بیت اللہ شریف سے ملحق ہوکر بیت اللہ کا جُز بن سکتی ہے تو کیا انسان اللہ والوں سے مل کر اللہ والا نہیں بن سکتا؟ یہی راز ہے کونوا مع الصادقین کا کہ تم اہل اللہ سے الگ نہ رہو، الحاق بالصالحین میں تاخیر مت کرو، اپنی تنہائی کی عبادت پر ناز نہ کرو۔ اگر بیت الخلاء الگ رہتا اور بیت اللہ سے ملحق نہ ہوتا تو ہمیشہ بیت الخلاء ہی رہتا لیکن الحاق کی برکت سے اس خراب زمین کی قیمت بڑھ گئی پس اگر تم نالائق ہو لیکن اگر لائقوں کے ساتھ رہوگے تو ہم تمہاری نالائقی کا "نا" ہٹا دیں گے اور تم لائق ہوجاؤ گے اور تمہاری قیمت بڑھ جائے گی۔ اور اس میں ایک سبق اور ہے کہ بیت الخلاء کو توڑا جاتا ہے تب وہ بیت اللہ کا جُز بنتا ہے۔ اسی طرح اگر اللہ والا بننا چاہتے ہو تو اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کو توڑو، پھر الحاق بالصالحین کی برکت سے تم اللہ والے ہوجاؤ گے اور اگر نفس کو نہیں توڑا تو ایسا شخص محروم کا محروم ہی رہے گا جیسے اگر بیت الخلاء کو نہ توڑا جاتا تو بیت الخلاء کا بیت الخلاء ہی رہتا کعبۃ اللہ کا جُز نہیں بن سکتا تھا۔

ہے مجسم اس کا پھر مدینے میں

میرؔ[1] رہتا تھا جو نگینے میں
دیکھو بیٹھا ہے کس سفینے میں

زندگی گر فدا ہے مالک پر
کیا حلاوت ہے اس کے جینے میں

بے بیانی بھی ہے بیاں اس کا
دردِ نسبت ہے جس کے سینے میں

ہے خفا جس سے پالنے والا
کوئی جینا ہے اس کا جینے میں

دوستو سب کرم ہے مالک کا
خوبیاں کیا ہیں اس کمینے میں

راہِ سنت پہ جو چلے اخترؔ
ہے مجسم اس کا پھر مدینے میں

(ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ مطابق ۵ ستمبر ۹۵ء کراچی)

[1] مراد احقر ہے جس کا وطن نگینہ ضلع بجنور ہے۔ احقر اس نعمتِ عظمیٰ کا اگر ساری عمر کروڑوں بار شکر ادا کرے کہ حضرت والا مجھ جیسے ناپاک کو اشعار میں مخاطب فرماتے ہیں تو حقِ شکر ادا نہیں ہو سکتا۔

[illegible] (احقر میر عفا اللہ عنہ)

جو بندہ ترا تابع فرمان رہے گا

جو غیر حق پہ قلب سے قربان رہے گا
انسان کی صورت میں وہ شیطان رہے گا

ممکن نہیں کہ قلب میں وہ چین پا سکے
جب تک کہ کوئی عامل عصیان رہے گا

فانی بتوں کے عشق میں ہوگا جو مبتلا
تا عمر دوستو وہ پریشان رہے گا

دونوں جہاں میں پائے گا وہ چین کی حیات
جو بندہ ترا تابع فرمان رہے گا

فانی بتوں سے صرفِ نظر گر نہیں کیا
دریائے قلب میں ترے طوفان رہے گا

ظالم اگر رہے تو مری انجمن سے دُور
اے حُسن ترا عشق پہ احسان رہے گا

سنتا ہوں میں عالم ہی یہ اختؔر کی زباں سے
عاصی کو قرب حق سے بس حرمان رہے گا